سید فضل الرحمٰن

آئینۂ حیات ہادیٔ اعظم

مختصر و مکمل سیرتِ طیبہ

۱۔ **اصحاب فیل کا واقعہ:** یمن کے گورنر ابرہہ نے یمن کے دار الخلافہ صنعا میں ایک عالیشان کنیسہ تعمیر کیا تھا تاکہ لوگ اس کی عظمت و شوکت سے مرعوب ہو کر کعبہ کے بجائے اس کنیسہ میں جانے لگیں۔ عربوں نے اس کا نام قلیس رکھا کیونکہ آدمی جب اس کے نیچے کھڑا ہو کر اس چوٹی پر نظر ڈالتا تو اس کے سر سے ٹوپی گر جاتی تھی، قلیس کی تعمیر و تزئین مکمل ہونے پر ابرہہ نے اعلان کروادیا کہ اب بیت اللہ کے حج کے لئے کوئی نہ جائے بلکہ اس کنیسہ کا حج کیا کرے جو مسیح کے نام سے ہے۔ اس اعلان سے عرب قبائل میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ پھر ایک روز بنو کنانہ کے ایک شخص نے اس کو گندگی سے آلودہ کر دیا۔ مقاتل بن سلیمان نے ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ قریش کا ایک مسافر قبیلہ کنیسہ کے قریب آکر ٹھہرا۔ پھر انہوں نے اپنی ضرورت کے لئے آگ جلائی جو تیز ہوا کے سبب کنیسہ میں لگ گئی اور اس کو سخت نقصان پہنچا۔

ابرہہ اس پر سخت غصبناک ہوا اور اس نے کعبہ پر لشکر کشی کی تیاری شروع کر دی۔ پھر وہ ۹ یا ۱۳ ہاتھیوں کے ساتھ ایک بڑا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ پروگرام یہ تھا کہ بیت اللہ کے گرد لوہے کی مضبوط اور طویل زنجیریں باندھ کر ان کو ہاتھیوں کے گلے میں ڈال دیں اور ہاتھیوں کو ہنکا دیں۔ اس طرح بیت اللہ کی پوری عمارت نعوذ باللہ ایک دم زمین بوس ہو جائے گی۔ پھر اس نے مکہ کے قریب وادیٔ محصب میں قیام کیا۔ اگلی صبح اس نے بیت اللہ پر چڑھائی کے لئے ہاتھیوں کو تیار کیا۔ ابھی وہ روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ جدہ کی طرف سے ابابیل کے غول کے غول آنے لگے۔ پھر دیکھتے

ہی دیکھتے وہ ابرہہ کے لشکر پر چھا گئے اور کنکریاں گرانے لگے جس کے نتیجے میں ابرہہ کا تمام لشکر تہس نہس ہو گیا۔

ولادت سے بعثت تک کے واقعات

ا تا ۵ میلادی

۲۔ ولادت باسعادت: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت پیر کے روز ہوئی۔ صحیح قول کے مطابق واقعہ فیل محرم میں پیش آیا۔ اس کے پچاس یا پچپن دن کے بعد پیر کے روز آپ کی ولادت ہوئی۔ اکثر حضرات نے پچاس دن کا قول اختیار کیا ہے۔

ولادت کے ماہ کے بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ جمہور علما کا قول یہ ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں ولادت ہوئی۔

تیسرا اختلاف ولادت کی تاریخ کے بارے میں ہے۔ اکثر مؤرخین اور اہل سیر کا قول یہ ہے کہ آپ ۸ ربیع الاوّل کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے جبکہ مشہور قول ۱۲ ربیع الاوّل کا ہے،

۳۔ عقیقہ : ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔

۴۔ تسمیہ : عقیقے کی دعوت سے فارغ ہو کر لوگوں نے عبدالمطلب سے آپ ﷺ کے نام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ "محمد" نام رکھا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام اہل زمین اور اہل آسمان اس نو مولود کی تعریف و توصیف کریں گے۔

۵۔ کنیت : آپ ﷺ کی سب سے مشہور کنیت ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم کے نام پر ہے۔ دوسری کنیت ابوابراہیم ہے۔ جو آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے نام پر ہے۔

۶۔ ختنہ : آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ حاکم کہتے ہیں کہ آپ کے مختون پیدا ہونے میں احادیث متواتر ہیں۔

۷۔ رضاعت : سب سے پہلے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ دو تین دن یا دوسری روایت کے مطابق سات آٹھ روز کے بعد آپ کے چچا ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

۸۔ حلیمہ سعدیہ : یہ بنو بکر کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی پیدائش کے بعد یہ بھی دوسری عورتوں کے ہمراہ شیر خوار بچوں کو لینے کے لئے مکہ آئیں۔ دوسری عورتوں کو خوشحال گھرانوں کے بچے مل گئے مگر حلیمہ کو کوئی بچہ نہ ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم دیکھ کر کسی عورت نے نہ لیا۔ آخر حلیمہ سعدیہ کے دل میں آپ کو لینے کا تقاضا پیدا ہوا اور وہ آپ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آگئیں۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ آپ کو گود میں لینا تھا کہ خیر و برکت کی بارش ہونے لگی۔ جو پستان بالکل خشک تھے وہ دودھ سے بھر گئے۔ اونٹنی نے بھی خوب دودھ دیا جو سب نے سیر ہو کر پیا۔

۹۔ بچپن میں آپ ﷺ کی عادات : حضرت حلیمہ آپ کے پانچ سالہ قیام کے بارے میں کہتی ہیں کہ آپ کی عادات نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ تھیں، نہ آپ روتے تھے، نہ عام بچوں کی طرح کپڑوں میں بول براز کرتے تھے، نہ فضول کاموں میں مشغول ہوتے تھے۔ ام ایمن کا بیان ہے کہ آپ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت نہیں کی۔

۶، ۷ میلادی

۱۰۔ حضرت آمنہ کا انتقال : ولادت کے چھٹے سال آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کا مدینے اور مکہ کے درمیان مقام ابوا میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ ام ایمن جو کنیز تھیں اور آپ ﷺ کو اپنے والد حضرت عبداللہ کے ترکہ میں ملی تھیں، آپ کو لے کر مکہ واپس آئیں۔

۱۱۔ عبدالمطلب کی کفالت : ام ایمن نے آپ ﷺ کو عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ وہ ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

۸ میلادی

۱۲۔ عبدالمطلب کی وفات : جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو عبدالمطلب بھی وفات پا گئے۔ عبدالمطلب کو حجون کے مقام پر ان کے دادا قُصَی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ ان کی وفات پر مکہ کا بازار کئی روز تک بند رہا۔

۱۳۔ ابو طالب کی کفالت : وفات سے کچھ دیر پہلے عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر

آپ ﷺ کی کفالت ان کے حوالے کی۔ ابو طالب آپ کے چچا تھے اور آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ انہوں نے اس ذمے داری کو جس حسن و خوبی سے پورا کیا وہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ وہ اپنی اولاد سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے۔

۹ تا ۱۳ میلادی

۱۴۔ شام کا پہلا سفر : ۱۲ سال کی عمر میں آپ ﷺ ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے پہلی دفعہ شام گئے۔ تجارتی قافلہ شام کے شہر بُصریٰ سے باہر ایک عیسائی راہب کی خانقاہ کے قریب ٹھہرا جو بُحَیرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں آسمانی کتابوں میں خبر دی گئی ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہی تمام جہانوں کا سردار ہے۔ یہی پروردگار عالم کا رسول ہے جس کو اللہ تعالیٰ جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گا۔

۱۴ تا ۲۴ میلادی

۱۵۔ حربِ فجار میں شرکت : ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر میں آپ نے حرب فجار میں شرکت کی مگر قتال نہیں فرمایا۔ آخر جنگ کا خاتمہ صلح پر ہوا۔

۱۶۔ معاہدۂ حلف الفضول : حرب فجار کے بعد حلف الفضول کے لئے عبداللہ بن جدعان کے مکان پر بات چیت شروع ہوئی۔ زبیر بن عبدالمطلب اس معاہدے کے محرک تھے۔ سب شرکا نے مظلوم کی اعانت و حمایت کا عہد کیا خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا، دیسی ہو یا پردیسی۔ معاہدے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھے سرخ اونٹ دیئے جاتے تو ہرگز پسند نہ کرتا اور اگر زمانۂ اسلام میں بھی اس قسم کے معاہدے کی طرف بلایا جاؤں تو اس کی شرکت کو قبول کرلوں گا۔

۱۷۔ شغلِ تجارت : مکے کے بیشتر لوگوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بھی تجارت کرتے تھے۔ بچپن میں آپ نے بھی ان کے ساتھ کچھ تجارتی سفر کئے تھے۔ جن سے آپ کو خرید و فروخت کا خاصا تجربہ حاصل ہوا۔ اس لئے بڑے ہو کر آپ نے بھی حصولِ معاش کے لئے تجارت ہی کو اپنایا اور تجارت کے سلسلے میں متعدد سفر کئے۔

۲۵ میلادی

۱۸۔ شام کا دوسرا سفر : صحیح قول کے مطابق ۲۵ برس کی عمر میں آپ نے دوسری مرتبہ شام کا سفر کیا۔ اس سفر میں آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر بُصریٰ گئے۔ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ تھا۔ بصریٰ میں قیام کے دوران نسطورا نامی راہب آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ عیسیٰ بن مریم کے بعد سے اب تک یہاں کوئی نبی نہیں اترا۔ پھر اس نے میسرہ سے آپ کی آنکھوں کی سرخی کے بارے میں دریافت کیا۔ میسرہ نے اس کو بتایا کہ سرخی آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ اس پر راہب نے کہا یہ وہی نبی ہے اور یہ آخری نبی ہے۔

۱۹۔ صادق و امین کے لقب : آپ ﷺ کی امانت و دیانت، راست بازی و حسن معاملہ اور پاکیزہ اخلاق کی شہرت دن بدن بڑھتی گئی یہاں تک کہ لوگ آپ کو الصادق اور الامین کے القاب سے پکارنے لگے۔

۲۰۔ بکریاں چرانا : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، کیا آپ نے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔

۲۶۔۳۴م

۲۱۔ نکاح : شام کے سفر سے واپسی کے دو مہینے اور پچیس روز بعد خود حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ سے نکاح کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے اسے قبول فرمالیا، نکاح کے وقت پہلے ابو طالب نے نہایت بلیغ خطبہ پڑھا، پھر ورقہ بن نوفل نے خطبہ پڑھا۔

۲۲۔ حضرت خدیجہؓ کا مہر : مہر کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ ابو طالب نے اپنے خطبۂ نکاح کے آخر میں کہا کہ ان کا مہر ۱۲ اوقیہ چاندی اور ۲۰ درہم مقرر کیا ہے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس طرح کل مہر پانچ سو درہم ہوا۔ ابن ہشام کے مطابق آپ نے انہیں ۲۰ جوان اونٹ مہر میں دیئے۔ مدارج النبوۃ میں چار سو مثقال کا ذکر ہے۔ حلبی اور زرقانی میں پانچسو درہم کے اقوال مذکور ہیں۔

۲۳۔ **نکاح کے وقت آپ کی عمر** : نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۶ برس اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ ﷺ کا یہ پہلا نکاح تھا اور حضرت خدیجہؓ کا تیسرا۔ حضرت خدیجہؓ آپ کے نکاح میں ۲۵ سال زندہ رہیں۔

۳۵۔۴۰م

۲۴۔ **تعمیرِ کعبہ** : کعبہ کی عمارت وادیٔ مکہ کے نشیب میں واقع تھی۔ صرف قد آدم اونچی اور اس کی دیواروں پر چھت نہ تھی۔ دیواروں میں بعض جگہ بارش سے شگاف پڑ گئے تھے۔ اس لئے قریش کو اس کی از سر نو تعمیر کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ قریش کے مختلف قبائل نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر شروع کی۔ تعمیر کے کام میں سب نے اپنا حلال مال خرچ کیا۔ تمام قریش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اٹھا کر لانے میں قریش کے ساتھ شریک تھے۔ صحیح روایت کے مطابق اس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی۔

۲۵۔ **حجر اسود کی تنصیب** : اس خدمت کو ہر شخص اپنے ہاتھ سے سر انجام دینا چاہتا تھا۔ اس پر سخت اختلاف پیدا ہوا یہاں تک کہ لوگ باہم قتال پر آمادہ ہوگئے۔ چار روز تک کوئی فیصلہ نہ ہوا تو پانچویں روز طے پایا کہ اگلی صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے اس کو ثالث بنا کر فیصلہ کرا لو۔ اگلی صبح جب سب لوگ حرم میں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے وہاں موجود ہیں۔ آپ کو دیکھتے ہی سب آپ کی ثالثی پر راضی ہوگئے۔

۲۶۔ **آپ کا فیصلہ** : آپ نے ایک چادر منگوائی اور حجر اسود کو اس میں رکھ کر فرمایا کہ ہر قبیلے کا سردار اس چادر کو تھام لے تاکہ کوئی قبیلہ اس شرف سے محروم نہ رہے۔ سب نے آپ ﷺ کے فیصلے کو پسند کیا اور سب مل کر چادر کو اوپر اٹھائے ہوئے اس مقام تک لائے جہاں حجر اسود نصب کیا جانا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب فرما دیا۔ اس کے بعد عمارت پر چھت ڈال دی گئی۔ چونکہ حلال سرمایہ کافی نہ تھا اس لئے سابقہ عمارت میں سے کچھ حصہ تعمیر کے بغیر چھوڑ دیا گیا۔ اس کھلے حصے کو حطیم کہتے ہیں۔

۲۷۔ **مراسمِ شرک سے اجتناب** : آپ ابتدا ہی سے مراسم شرک، بت پرستی اور جاہلیت کی تمام برائیوں سے محفوظ و مامون رہے۔

۲۸۔ **احبابِ خاص** : نبوت سے پہلے جو لوگ آپ ﷺ کے خاص احباب تھے وہ سب نہایت

پاکیزہ اخلاق اور بلند مرتبہ تھے۔ ان میں سب سے مقدم حضرت ابو بکرؓ تھے جو برسوں آپ کی صحبت میں رہے۔ حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی حکیم بن حزامؓ قریش کے نہایت معزز رئیس تھے۔ یہ دار الندوہ کے مالک تھے اور آپ کے خاص احباب میں سے تھے، عمر میں آپ ﷺ سے پانچ سال بڑے تھے۔ حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے یہ بھی آپ کے احباب خاص میں سے تھے۔

۲۹۔ **رویائے صادقہ :** غیبی امور کے انکشاف کا اعلیٰ ترین ذریعہ وحیٔ نبوت اور ادنیٰ ترین ذریعہ رویائے صادقہ ہیں۔ انبیا کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ ان میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ جب نبوت کا زمانہ قریب آیا تو آپ کو سچے خواب دکھائی دینے لگے۔ ایک حدیث میں آپ نے رویائے صادقہ کو نبوت کا چھبیسواں حصہ بتایا اور ایک دوسری حدیث میں چالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔

بعثت سے ہجرت تک کے واقعات

ا۔ نبوت

۳۱۔ **آفتاب نبوت کا طلوع :** رویائے صادقہ کے ساتھ ساتھ آپ کو تنہائی محبوب بنادی گئی۔ آپ غار حرا میں جاکر کئی کئی روز عبادت میں مصروف رہتے، جو جبل نور پر واقع ہے۔ جتنے دن غار میں قیام کا ارادہ ہوتا اتنے دن کا سامانِ خوراک ساتھ لے جاتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو گھر آکر مزید سامان خوراک لے جاتے اور عبادت میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ اسی غار میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ○

(سورۂ اقراء آیات ۱۔۵)

اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ کا دل کانپ رہا تھا اور آپ سخت سردی محسوس کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا، مجھے اوڑھاؤ۔ کچھ دیر بعد جب طبیعت پر سکون ہوئی تو آپ نے تمام واقعہ حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا۔ تمام واقعہ سننے کے بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ کو مبارکباد دی اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا۔ پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ نے واقعہ سنتے ہی کہا کہ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ کاش میں آپ کی نبوت کے زمانے میں قوی اور توانا ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دے گی۔

۳۱۔ **بعثت کی تاریخ** : ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ عمر مبارک کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ ﷺ کو نبوت عطا ہوئی۔ ابن عباسؓ جبیر بن مطعم، انس بن مالک، عطاء، سعید اور ابن مسیب رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ اہل سیر کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

۳۲۔ **نزولِ وحی کی کیفیت** : امام احمد، ترمذی، نسائی وغیرہ نے بہ سند جید حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔ شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ اپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وحی کا یہ انداز میرے اوپر سب سے زیادہ گراں گزرتا ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے تو میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسانی شکل میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں اس کے کلمات کو یاد کر لیتا ہوں۔ ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت کی کہ وحی کے نزول کے وقت کچھ دیر کے لئے آپ ﷺ پر غنودگی سی طاری ہو جاتی تھی۔ مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم میں سے کسی میں مجال نہیں ہوتی تھی کہ آپ پر نظر ڈال سکے۔

۳۳۔ **اسلام کا پہلا فرض** : نزول وحی کے بعد جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو پہاڑ کے دامن میں لے گئے اور آپ کے سامنے وضو کیا۔ پھر آپ نے بھی وضو کیا اور دونوں نے مل کر نماز پڑھی۔ جبرائیل نے نماز پڑھائی۔ ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ یہ پہلا فرض تھا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ شروع میں ہر نماز دو رکعت کی تھی۔ پھر بعد میں حالت سفر میں تو دو رکعت ہی برقرار رہیں اور حضر (حالت قیام) میں چار رکعات ہو گئیں۔ اور مزنی نے ذکر کیا ہے کہ اسراء سے قبل نماز دو اوقات میں ادا کی جاتی تھی۔ ایک غروب شمس سے قبل اور دوسری طلوع شمس سے پہلے۔

۳۴۔ **حضرت خدیجہؓ کا اسلام**: حضرت خدیجہؓ کو مردوں اور عورتوں میں سب پر اسلام میں سبقت کا شرف حاصل ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ ان سے پہلے کسی مرد یا عورت کو اسلام کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

۳۵۔ **حضرت علیؓ کا اسلام**: صحیح قول کے مطابق بعثت کے دوسرے یا تیسرے دن حضرت علیؓ ایمان لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر دس برس تھی۔

۳۶۔ **حضرت زید بن حارثہؓ کا اسلام**: حضرت علی کے بعد آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ اسلام لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

۳۷۔ **حضرت ابو بکرؓ کا اسلام**: حضرت زید بن حارثہؓ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اسلام سے مشرف ہوئے۔

۳۸۔ **سابقین الاوّلین کا اسلام**: حضرت ابو بکر کی دعوت پر حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم اسلام لائے۔

۳۹۔ **حضرت بلالؓ کا اسلام**: اسی سال حضرت بلالؓ اسلام لائے جو اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔ حضرت فکیہہ بھی اسی دن اسلام لائے۔

۴۰۔ **عامر بن فہیرہ وغیرہ کا اسلام**: اسی سال عامر بن فہیرہ، حضرت عمار بن یاسر، ان کے بھائی عبد اللہ بن یاسر، والد یاسر بن عامر اور ان کی والدہ سُمیہ اور حضرت صُہیبؓ اسلام لائے۔

۴۱۔ **وحی کا منقطع ہونا**: پہلی وحی کے بعد کچھ مدت کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس کو زمانۂ فترت کہتے ہیں۔

۲، ۳، ن

۴۲۔ **خاموش تبلیغ**: نبوت کے ابتدائی تین سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو

نہایت خاموشی سے خفیہ طور پر تبلیغ اسلام کرتے رہے۔

۴۳۔ **دار ارقم میں اجتماع:** رفتہ رفتہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی۔ حضرت ارقم کا مکان جو صفا پہاڑی پر واقع تھا۔ جمع ہونے کے لئے تجویز ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے تک مسلمان اسی مکان میں جمع ہوتے رہے۔

۴۴۔ **ابوذر غفاری کا اسلام:** پہلے انہوں نے اپنے بھائی انیس کو معلومات کے لئے مکہ بھیجا۔ انیس نے مکہ سے واپس آکر آپ کے بارے میں جو کچھ حضرت ابوذر کو بتایا اس سے ان کی تشفی نہیں ہوئی۔ پھر وہ خود مکے پہنچ گئے، ایک مہینے تک اجنبی مسافر کی حیثیت سے حرم میں پڑے رہے اور زم زم پر گزارہ کرتے رہے۔ آخر حضرت علیؓ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور اسلام لے آئے۔

۴ ن

۴۵۔ **علانیہ تبلیغ کا حکم:** نبوت کے چوتھے سال علانیہ طور پر دعوت اسلام دینے کا حکم ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (سورۂ حجر آیت ۹۴)

پس آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اسے خوب کھول کر بیان کیجئے اور مشرکوں کی ذرا پرواہ نہ کیجئے۔

اس کے بعد اپنے اعزہ واقارب کو دعوت اسلام دینے کا حکم ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَ قْرَبِيْنَ ○ (شعراء آیت ۲۱۴)

اور آپ (سب سے پہلے) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

۴۶۔ **دعوت کا اہتمام:** پھر آپ ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو پیغام حق سنانے کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ عبدالمطلب کے خاندان کے تقریباً چالیس آدمی جمع ہوگئے۔ کھانے کے بعد آپ ﷺ کے کچھ کہنے سے قبل ہی ابولہب نے سب کو یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آج تمہارے کھانے پر جادو کر دیا ہے۔ یہ سنتے ہی سب لوگ اٹھکر چلے گئے۔ دوسرے روز پھر اسی طرح دعوت کا اہتمام کیا گیا اور کھانے کے بعد آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔

۴۷۔ **صفا پہاڑی کا وعظ** : ایک روز آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اہلِ قریش کو نام بنام پکارا۔ جب سب جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ یہ سن کر ابو لہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تیرے لئے۔ کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا۔

۴۸۔ **سورۂ لہب کا نزول** : اسی موقع پر سورۂ لہب نازل ہوئی۔

۴۹۔ **کفار کی عداوت** : آپ ﷺ نے علانیہ دعوت و تبلیغ اسلام جاری رکھی۔ اور کھلم کھلا بت پرستی کی برائی اور لوگوں کو کفر و شرک سے روکنے لگے تو کفار نے بھی آپ ﷺ کی عداوت اور ایذارسانی کا کھل کر مظاہرہ کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ آپ ﷺ کو تبلیغ دین سے روک سکیں۔

۵۰۔ **قریش کا ابو طالب کے پاس آنا** : آپ ﷺ کو تبلیغ دین سے باز رکھنے کے لئے کفار وفد کی شکل میں ابو طالب کے پاس آئے۔ اور ان پر دباؤ ڈالا کہ وہ آپ ﷺ کو تبلیغِ دین سے باز رکھیں مگر ابو طالب نے ان کو نہایت نرمی سے سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام میں مشغول رہے۔

۵۱۔ **قریش کا دوبارہ آنا** : قریش کے لوگ جمع ہو کر دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے گفتگو کی۔ ابو طالب ان کی گفتگو سے سخت پریشان ہوگئے۔

۵۲۔ **ابو طالب اور آپ ﷺ کی گفتگو** : پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ابو طالب نے آپ کو قریش کے مطالبے سے آگاہ کیا مگر آپ نے ان کے مطالبے کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند رکھدیں تب بھی میں تبلیغ اسلام سے باز نہیں آؤں گا۔ یا تو اللہ کا دین غالب ہوگا اور شرک و بت پرستی ختم ہو جائے گی یا پھر میں نہ رہوں گا اور ہلاک کر دیا جاؤں گا۔ ابو طلب پر آپ کی گفتگو کا بہت اثر ہوا اور انہوں نے کہا اے پیارے بھتیجے تم جو چاہو کہو اور کرو میں تمہیں کبھی دشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا۔

۵۳۔ **عمارہ بن ولید کو ابو طلب کے پاس لانا** : کفار عمارہ بن ولید کو جو قریش کا نہایت حسین و جمیل اور عقلمند نوجوان تھا، لے کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ تم اس کو بیٹا بنالو اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو جس نے قوم میں تفریق ڈالدی۔ ہم اس کو قتل کر کے قوم

کو اس مصیبت سے نجات دلادیں گے۔ ابو طالب نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بدترین سودا ہے۔ خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے پالے ہوئے بیٹے کو تو قتل کے لئے تمہارے حوالے کر دوں اور تمہارے بیٹے کو لے کر تمہارے لئے اس کی پرورش کروں۔

۵۴۔ آپ پر مظالم: قریش ابو طالب سے بالکل ناامید ہو کر کھلم کھلا مخالفت پر اتر آئے۔ آپ ﷺ کو اور بے کس و بے سہارا مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنا کپڑا آپ ﷺ کی گردن مبارک میں ڈال کر آپ ﷺ کا گلا زور سے گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس کو کندھے سے پکڑ کر آپ ﷺ سے دور کیا۔

۵۵۔ اسلام کا پہلا شہید: ایک روز آپ نے مسجد الحرام میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہدو۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر مشرکین مکہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو گئے۔ حارث بن ہالہ آپ کو بچانے کے لئے آگے بڑھے تو کفار نے ان کو گھیر کر شہید کر دیا۔

۵۶۔ مسلمانوں پر مظالم: حضرت خباب بن الارت کو اسلام لانے پر ام انمار نے بے پناہ تکلیفیں دیں۔ قریش کے لوگ بھی ان کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ ایک روز ان کو دہکتے انگاروں پر لٹا دیا اور ایک شخص ان کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا جب کوئلے ٹھنڈے ہو گئے تب ان کو چھوڑا۔

ٹھیک دوپہر کے وقت جب پتھر آگ کی طرح تپنے لگتے تو امیہ حضرت بلالؓ کو جو سابقون الاولون میں سے تھے، ان تپتے ہوئے پتھروں پر ننگا لٹا دیتا اور ایک تپتا ہوا بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا۔ کبھی دھوپ میں لٹا کر لاٹھیوں سے مارتا۔ کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھا دیتا۔

قریش حضرت عمار کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر اتنا مارتے کہ وہ بیہوش ہو جاتے۔ کبھی ان کو پانی میں غوطے دیتے اور کبھی انگاروں پر لٹاتے، حضرت عمار بھی کافروں کے ہاتھوں اذیت اٹھاتے اٹھاتے ہلاک ہو گئے۔

۵۷۔ اسلام کی پہلی خاتون شہید: حضرت عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہ کو ابو جہل نے ایک چھوٹا نیزہ مار کر شہید کیا۔

۵۸۔ **آپ کو ساحر مشہور کرنا:** حج کے زمانے میں مشرکین نے اپنے آدمیوں کو مختلف راستوں پر بٹھا دیا جو باہر سے آنے والوں کو آپ کے بارے میں بھڑکاتے رہے اور آپ کو ساحر بتاتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب لوگ حج سے واپس گئے تو تمام قبائل میں آپ کی نبوت اور دعوت اسلام کا ذکر ہونے لگا۔

۵ن

۵۹۔ **پہلی ہجرت حبشہ:** کفار کی ایذا رسانیاں جب حد سے بڑھیں تو آپ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں بارہ مرد اور چار عورتوں نے پوشیدہ طور پر رات کی تاریکی میں مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس قافلے کے سردار حضرت عثمان بن عفان تھے جو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

۶۰۔ **سورۂ نجم کا نزول:** حبشہ کی دوسری ہجرت سے پہلے رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ پر سورۂ نجم نازل ہوئی۔ آپ نے اس کو قریش کے مجمع میں تلاوت فرمایا۔ جب آپ سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ کیا۔ البتہ امیہ بن خلف نے ازراہ تکبر سجدہ نہیں کیا بلکہ کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھا کر پیشانی کو لگا کر کہا کہ مجھے یہی کافی ہے۔

۶ن

۶۱۔ **حضرت حمزہ کا اسلام:** نبوت کے چھٹے سال آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ اسلام لائے۔ جو عمر میں آپ ﷺ سے دو یا چار برس بڑے تھے اور آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ کیونکہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔

۶۲۔ **حضرت عمر کا اسلام:** حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے تین روز بعد حضرت عمرؓ اسلام لائے اور آپ کے اسلام سے مسجد حرام میں علانیہ باجماعت نماز ادا کی جانے لگی۔ اس سے پہلے دار ارقم میں چھپ کر نماز ادا کی جاتی تھی۔

۶۳۔ **آپ کو مال کی پیشکش:** حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے اسلام کو جو تقویت

پہنچی اس سے مشرکین کو بہت تشویش لاحق ہوئی۔ انہوں نے ایک معزز سردار ابوالولید عتبہ بن ربیعہ کے ذریعے آپ کو مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اے ابوالولید مجھے تمہارے مال و دولت اور سرداری کی ضرورت نہیں۔ مجھے اللہ نے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ میرا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اگر تم اس کو قبول کرو گے تو دنیا و آخرت کی فلاح پاؤ گے اور اگر انکار کرو گے تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔

۷ ،ن

۶۴۔ **مقاطعۂ بنی ہاشم:** معتمد قول کے مطابق یکم محرم سن ۷ نبوی کو قریش نے ایک ظالمانہ تحریر کے ذریعے بنو ہاشم کا مقاطعہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے۔ آپ یہاں تین سال تک محصور رہے۔

۶۵۔ **تحریر لکھنے والے کا انجام:** بنی ہاشم کے مقاطعے کا معاہدہ منصور بن عکرمہ نے تحریر کیا تھا اور باقی لوگوں نے اس پر دستخط کئے تھے منصور بن عکرمہ کے ہاتھ کی انگلیاں اسی وقت شل ہو گئیں اور وہ ہمیشہ کے لئے لکھنے سے بیکار ہو گیا۔ منصور حالت کفر میں مرا۔

۶۶۔ **حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی پیدائش:** اسی شعب میں بنو عباس کے جد اعلیٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیدا ہوئے۔

۶۷۔ **دوسری ہجرت حبشہ:** پہلی ہجرت حبشہ کے دو سال بعد، نبوت کے ساتویں سال دوسری ہجرت حبشہ ہوئی جس میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں تھیں۔

۸ ،ن

۶۸۔ **معجزۂ شق القمر:** چاند دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ابن حجر وغیرہ کے قول پر نبوت کے آٹھویں سال ہوا۔ اکثر اہل سیر اس واقعے کو ہجرت حبشہ سے قبل ذکر کرتے ہیں جو ۵ نبوی میں ہوئی۔

۹ ،ن

۶۹۔ **عبداللہ بن ثعلبہ العذری کی ولادت:** اس سال عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر العذری کی ولادت ہوئی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

۷۰۔ سوید بن صامت کا اسلام: بنو عمرو بن عوف کے سوید بن صامت حج یا عمرے کے ارادے سے مکہ آئے تو ان کی ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی۔ آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا یہ اچھا کلام ہے۔ پھر وہ مدینے واپس چلے گئے جہاں خزرج کے لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان کی قوم کا کہنا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ وہ ایمان کی حالت میں قتل ہوئے۔

۷۱۔ ایاس بن معاذ کا اسلام: ابو الحیسر چند نوجوانوں کے ہمراہ قریش کے کسی قبیلے کو اپنا حلیف بنانے کے لئے مکہ آیا۔ ان میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ آپ تبلیغ دین کی غرض سے ان کے پاس گئے۔ ایاس بن معاذ قرآن کریم اور آپ کی گفتگو سن کر کہنے لگا کہ اے میری قوم خدا کی قسم تم جس کام کے لئے یہاں آئے ہو یہ تمہارے لئے اس سے کہیں بہتر ہے۔ اس پر ابو الحیسر نے کنکریاں اٹھا کر اس کے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہم اس کام کے لئے نہیں آئے۔ ایاس خاموش ہو گیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ ایاس مدینے واپس جانے کے چند روز بعد انتقال کر گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر کلمہ، تکبیر، تسبیح اور تحمید کے کلمات مسلسل جاری تھے جو تمام حاضرین سن رہے تھے۔

۷۲۔ ضماد ازدوی کا اسلام: ضماد ازدوی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کے جنون کا علاج کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھ سے سن لو۔ پھر آپ نے یہ خطبہ پڑھا۔ "سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ہر کام میں اس کی مدد چاہتے ہیں، جسے خدا راہ دکھاتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا ہی رستہ نہ دکھائے اس کی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔" یہ خطبہ سنتے ہی وہ اسلام لے آئے۔

۱۰ ن

۷۳۔ ظالمانہ معاہدے کی منسوخی: معاہدے کی دستاویز کو دیمک نے چاٹ لیا۔ سوائے اللہ کے نام کے اسکا کوئی حرف باقی نہ رہا۔ آخر قریش کے کچھ لوگوں کو اس تکلیف دہ اور ظالمانہ معاہدے کو ختم کرنے کا خیال آیا۔ پھر ہشام بن عمرو بن ربیعہ اور زہیر بن امیہ وغیرہ کی

تحریک سے یہ ظالمانہ معاہدہ منسوخ ہوا۔ اور آپ ﷺ اور بنو ہاشم شعب ابی طالب سے آزاد ہو کر اپنے گھروں میں آ گئے۔

۷۴۔ **ابو طالب کا انتقال**: علامہ شامی کے مطابق ابو طالب کی وفات ہجرت سے تین سال قبل اور شعب سے آنے کے ۲۸ دن بعد ہوئی۔ اس وقت ابو طالب کی عمر ۸۷ سال تھی۔

۷۵۔ **حضرت خدیجہؓ کی وفات**: ابو طالب کی وفات کے تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ کی وفات ہوئی۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۶۵ برس تھی۔

۷۶۔ **عام الحزن**: ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے سبب نبوت کے دسویں سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے۔

۷۷۔ **حضرت سودہ بنت زمعہ سے عقد**: حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے عقد کیا جو محاسن اخلاق اور مکارم افعال میں ابتدا ہی سے معروف تھیں۔ ان کا مہر ۴۰۰ درہم مقرر ہوا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری دنوں میں وفات پائی۔

۷۸۔ **حضرت عائشہؓ سے نکاح**: اسی سال حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ سے نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی۔ ان کا مہر ۴۰۰ درہم مقرر ہوا تھا۔ ۹ سال آپ کی زوجیت میں رہیں اور ۴۸ سال آپ کے بعد زندہ رہیں۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۷۹۔ **تبلیغِ دین کے لئے طائف جانا**: آپ تبلیغ دین کے لئے طائف تشریف لے گئے جہاں بنو ثقیف آباد تھے۔ اہلِ طائف نے آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے آپ کے ساتھ نہایت سنگ دلانا سلوک کیا اور آپ کو ایذائیں دیں یہاں تک کہ آپ زخمی ہو گئے۔ آپ اہلِ طائف کے سلوک پر بہت رنجیدہ اور افسردہ تھے کہ طائف سے واپسی پر حضرت جبرائیل امین ملک الجبال کے ہمراہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ملک الجبال نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مکہ کے دو پہاڑوں کو ملا کر ان مشرکوں کو کچل دوں تاکہ وہ سب ہلاک ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں کریں گے۔

۸۰۔ **جنات کا مشرف باسلام ہونا**: طائف سے واپسی میں وادیٔ نخلہ میں نصیبین کے جنات کا

ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

۸۱۔ **حضرت طفیل دوسی کا اسلام** : اسی سال حضرت طفیل دوسی اسلام لائے جو قبیلۂ دوس کے مشہور شاعر اور نہایت شریف النسب انسان تھے۔

۸۲۔ **حضرت رفاعہ کا اسلام** : یہ قبیلہ خزرج کے ان چھ انصار سے پہلے اسلام لائے جو نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں مکہ آکر مسلمان ہوئے تھے۔

۱۱ن

۸۳۔ **واقعۂ معراج** : جب شعب ابی طالب اور سفر طائف میں آزمائش کی تمام منزلیں طے ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسراء و معراج کے شرف سے سرفراز فرمایا اور آپ کو اس قدر بلند فرمایا کہ اس سے آگے بلندی کا کوئی تصور نہیں اور اس عرش عظیم تک سیر کرائی جس کے بعد اور کوئی مقام نہیں۔ پہلے آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں اور جنت وغیرہ کی سیر کرائی گئی، دوزخ اور اس کے عذاب کا مشاہدہ کرایا گیا۔ یہ تمام واقعات جسد خاکی اور روح کے ساتھ، حالت بیداری میں ایک ہی رات میں ہوئے۔

۸۴۔ **پانچ نمازوں کی فرضیت** : شب معراج ہی میں ہر روز کے لئے پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو وقت کی نماز فرض تھی۔

۸۵۔ **امام الانبیاء کا شرف** : اسی رات بیت المقدس میں آپ ﷺ کو تمام انبیا کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔

۸۶۔ **خزرج کے وفد کا اسلام** : حج کے موسم میں قبیلۂ خزرج کے چھ آدمی مکہ آکر آپ کے دیدار اور ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے۔

۱۲ن

۸۷۔ **پہلی بیعت عقبیٰ** : موسم حج میں پہلی بیعت عقبیٰ ہوئی، جس میں بارہ آدمی تھے۔ بیعت کے بعد جب یہ لوگ مدینے واپس جانے لگے تو آپ نے ان کی خواہش پر حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم دین کے لئے ان کے ساتھ کر دیا۔ حضرت مصعب ہاشم بن عبد مناف کے پوتے اور سابقین اسلام میں سے تھے۔ انہوں نے نہایت جانفشانی سے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا یہاں

تک کہ مدینے میں گھر گھر اسلام کی روشنی پھیل گئی۔

۸۸۔ **حضرت اسیدؓ کا اسلام** : ایک دن سعد بن معاذؓ کے کہنے پر اسید بن حضیرؓ تلوار لے کر حضرت مصعبؓ اور اسعد بن زرارہؓ کے پاس پہنچا تا کہ ان کو اپنے قبیلے کے لوگوں میں آکر تبلیغ دین کرنے سے روکے۔ حضرت مصعب نے اس سے کہا کہ ذرا بیٹھ کر میری بات سنیئے اگر پسند آئے تو قبول کر لینا اور ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دینا۔ اسید یہ کہہ کر کہ تم نے انصاف کی بات کی ہے بیٹھ گیا۔ حضرت مصب نے اسے اسلام کے بارے میں بتایا اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

۸۹۔ **حضرت سعد بن معاذ کا اسلام** : سعد بن معاذؓ کو جب اسیدؓ کے اسلام کا پتہ چلا تو وہ خود تلوار لے کر روانہ ہو گیا۔ حضرت مصعب کے پاس پہنچ کر اسعد بن زرارہ کو مخاطب کر کے کہا اگر تم سے میری رشتہ داری نہ ہوتی اور تم میرے خالہ زاد بھائی نہ ہوتے تو میں ابھی تلوار سے تمہارا کام کر دیتا۔ قوم کو بہکانے کے لئے تم ہی ان کو لے کر یہاں آئے ہو"۔ حضرت مصعب نے سعد سے کہا کہ آپ ذرا بیٹھ کر میری بات سنئے اگر پسند آئے تو قبول کر لینا ورنہ چھوڑ دینا۔ سعد یہ کہہ کر کہ تم نے انصاف کی بات کی ہے بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب نے اسلام پیش کیا اور قرآن کریم کی تلاوت کی سعد بھی تلاوت سنتے ہی مسلمان ہو گئے۔

۹۰۔ **تمام قبیلے کا مسلمان ہونا**: حضرت سعد کے کہنے پر ان کے قبیلے بنی عبد الاشہل کے تمام مرد اور عورتیں ایک دن میں ایمان لے آئے۔

۹۱۔ **مدینے میں جمعے کا قیام**: اسی سال اسعد بن زرارہ نے مدینے میں جمعہ قائم کیا۔

۹۲۔ **محمد بن مسلمہ انصاری کا اسلام** : اسی سال محمد بن مسلمہ بن خالد المدنی الانصاری حضرت مصعب کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

۹۳۔ **ابو بشر عباد بن بشر انصاری کا اسلام**: یہ بھی اسی سال حضرت مصعب کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

۹۴۔ **مکے سے مدینے ہجرت کرنے والا پہلا شخص**: ابو سلمہ عبد اللہ بن الاسد المخزومی نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینے ہجرت کی۔ انہوں نے پہلے حبشہ ہجرت کی تھی پھر مکہ واپس آ

38196

گئے تھے۔ جب مشرکین مکہ نے زیادہ ستایا اور مدینے میں اسلام پھیلنے کی خبر سنی تو مدینے ہجرت کر گئے۔

۱۳، ن

۹۵۔ **دوسری بیعت عقبیٰ** : یہ بیعت بھی موسم حج میں ہوئی۔ تہتر مردوں اور عورتوں نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد آپ نے ان کی رضامندی سے ان کے لئے بارہ نقیب (سردار) مقرر فرمائے۔ نو قبیلہ خزرج سے اور تین قبیلہ اوس سے۔

۹۶۔ **حضرت ابو بکرؓ کی ہجرت حبشہ** : اسی سال حضرت ابو بکرؓ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے۔ جب وہ برک الغماد میں پہنچے تو ان کو قارہ کا سردار ابن دغنہ ملا اور ان کو اپنی حمایت میں مکہ واپس لے آیا۔

۹۷۔ **حضرت عمرؓ کی ہجرت** : اسی سال حضرت عمرؓ نے ۲۰ مسلمانوں کے ہمراہ مدینے ہجرت کی۔

۱۴، ن

۹۸۔ **آپ کے قتل کا مشورہ** : نبوت کے چودھویں سال کے شروع میں مشرکین مکہ نے دار الندوہ میں جمع ہو کر آپ ﷺ کے قتل کا مشورہ کیا۔

۹۹۔ **آپ کو ہجرت کی اجازت** : نبوت کے ۱۳ سال مکمل ہونے پر چودھویں سال کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔

مکہ سے غار کی طرف روانگی	جمعرات کا دن گزرنے کے بعد جمعہ کی رات	یکم ربیع الاوّل
غار میں آمد	جمعہ کی رات	//
غار میں قیام	جمعہ کی رات، ہفتہ، اتوار اور پیر کی شب	۲۔۴ ربیع الاوّل
غار سے روانگی	پیر کو علی الصبح	۵ ربیع الاوّل
قبا میں آمد	پیر کے روز بعد از زوال،	۱۲ //
قبا میں آمد	پیر کا بقیہ دن منگل، بدھ، جمعرات	۱۲۔۱۵ //
مدینے روانگی اور آمد	جمعہ کے دن	۱۶ //

ہجرت سے وفات تک کے واقعات

۱ھ

۱۰۰۔ **قبا میں قیام:** پیر کے روز ۱۲ ربیع الاوّل کو قبا پہنچ کر آپ ﷺ نے خاندان عمرو بن عوف کے سردار کلثوم بن الہدم کے مکان پر قیام فرمایا۔

۱۰۱۔ **حضرت علی کی قبا آمد:** مکہ سے آپ کی روانگی کے بعد حضرت علیؓ نے وہ امانتیں لوگوں کو پہنچائیں جو آپ نے ان کے سپرد کی تھیں۔ پھر مکہ سے روانہ ہو کر وہ بھی قبہ میں پہنچ کر کلثوم بن الہدم کے مکان پر آپ کے ساتھ ٹھہرے۔

۱۰۲۔ **مسجد قبا کی تعمیر:** قبا میں سب سے پہلے آپ ﷺ نے مسجد تعمیر کرائی جو بعثت کے بعد پہلی مسجد ہے۔ تعمیر کے کام میں آپؐ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ شریک رہے۔

۱۰۳۔ **مدینے روانگی:** قبا میں چند روز قیام فرما کر جمعہ کے روز آپ نے اللہ کے حکم سے مدینے کا قصد کیا۔

۱۰۴۔ **مدینے میں آپ کا پہلا جمعہ:** بنی سالم کے محلے میں پہنچ کر آپ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور نماز سے پہلے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا یہ مدینے میں آپ کا سب سے پہلا خطبہ اور سب سے پہلی نماز جمعہ تھی جس میں ایک سو اہلِ مدینہ شریک تھے۔

۱۰۵۔ **حضرت ایوبؓ کے مکان پر آمد:** نماز جمعہ کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت ابو بکرؓ اونٹنی پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے۔ اسی دن سے شہر کا نام مدینۃ النبی ہو گیا۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر پہنچ کر اونٹنی خود بخود رک گئی۔ آپ اونٹنی سے اتر کر حضرت ابو ایوب کے گھر تشریف لے گئے۔

۱۰۶۔ **مسجد نبوی کی تعمیر:** مدینہ منورہ میں قیام کے بعد سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔

۱۰۷۔ **ازواج مطہراتؓ کے لئے حجرے:** مسجد کی تعمیر کے بعد اس سے متصل ہی آپ نے ازواج مطہرات کے لئے دو حجرے تعمیر کرائے کیونکہ اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح میں آچکی تھیں۔ باقی حجرے بعد میں ضرورت کے مطابق تعمیر ہوتے رہے۔

۱۰۸۔ **علما یہود کی حاضری** : علما یہود نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امتحان کے طور پر آپ سے کچھ سوالات کئے۔ ان میں سے جن کی قسمت میں سعادت لکھی تھی وہ آپ کو پہچان کر ایمان لے آئے اور جن کی قسمت میں محرومی تھی وہ محروم رہے۔

۱۰۹۔ **عبداللہ بن سلاّم کا اسلام** : یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور توریت کے بڑے عالم تھے۔ ان کا اصل نام حصین بن سلاّم تھا۔ انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے اسی سال اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے بعد آپ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ بن سلام رکھا۔

۱۱۰۔ **میمون بن یامین کا اسلام** : یہ یہود کے رؤسا میں سے تھے۔ یہ آپ کو دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ ان کے حالات بھی حضرت عبداللہ بن سلام جیسے ہی ہیں۔

۱۱۱۔ **رشتۂ مواخاۃ** : جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے بے سرو سامانی کی حالت میں مدینے منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخاۃ یعنی بھائی بندی کا رشتہ قائم فرمایا۔

۱۱۲۔ **اذان و اقامت** : اذان و اقامت کی مشروعیت بھی ہجرت کے پہلے سال ہوئی۔ ابن حجر نے اسی کو راجح کہا ہے۔

۱۱۳۔ **میثاق مدینہ** : ہجرت کے پانچ ماہ بعد آپ نے یہود کے حسد و عناد اور فتنہ و فساد کے انسداد کے لئے ایک تحریری معاہدہ کیا جس کو دستور نبوی، میثاق مدینہ یا صحیفہ کہتے ہیں۔

۱۱۴۔ **حضرت عائشہ کی رخصتی** : اسی سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

۱۱۵۔ **جہاد کی اجازت** : ہجرت کے پہلے سال کے وسط میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ملی۔

۱۱۶۔ **سریہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب** : اس سریہ کو سِیْفُ الْبَحْر بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا سریہ تھا جو جہاد کی اجازت ملنے کے بعد ہجرت کے ساتویں مہینے یعنی ماہ رمضان کے شروع میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں بھیجا گیا۔ اس میں تیس مہاجرین تھے اور کوئی انصاری نہیں تھا۔ یہ لوگ مشرکین کی ایک جماعت کے مقابلے کے لئے گئے تھے جو شام سے مکہ واپس آرہی تھی۔ مشرکین کی جماعت میں تین سو آدمی تھے۔ اور ابو جہل اس کا لیڈر تھا۔

سِیفُ الْبَحْر پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور قتال کے لئے صف بندی ہوگئی مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جو دونوں کا حلیف تھا، بیچ میں پڑ کر معاملہ رفع دفع کرادیا۔

۱۱۷۔ **سریہ حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب**: سریہ شوال میں رَابغ کی طرف بھیجا گیا جو جُحْفَہ سے دس میل پر ہے۔ اس میں ساٹھ مہاجرین تھے اور کوئی انصاری نہیں تھا۔ بَطْنِ رَابغ میں ابوسفیان سے ان کا آمنا سامنا ہوا جس کے ساتھ دوسو مشرکین کی جماعت تھی۔ یہاں بھی لڑائی کی نوبت نہیں آئی البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کفار پر ایک تیر پھینکا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مشرکین کی جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا اور سریہ عبیدہ، سریہ حمزہ سے پہلے ہوا۔

۱۱۸۔ **مسلمانوں کی طرف سے پھینکا جانے والا پہلا تیر**: سریہ عبیدہ بن حارث میں حضرت سعد نے کفار پر جو تیر پھینکا تھا وہ مسلمانوں کی طرف سے پھینکا جانے والا پہلا تیر تھا۔

۱۱۹۔ **سریہ سعد بن ابی وقاص**: ہجرت کے نویں مہینے ذی قعدہ میں قریش کے ایک قافلے کو روکنے کے لئے حضرت سعد کو بیس یا اکیس مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ خَرَّارْ بھیجا جو جُحْفَہ کے قریب ایک وادی ہے۔ غَدِیرِ خُم بھی اسی کے قریب واقع ہے۔ یہ لوگ رات کو چھپ کر پیدل سفر کرتے تھے۔ پانچویں دن خرار پہنچے تو قریش کا قافلہ ایک دن پہلے جاچکا تھا۔ یہ لوگ یہیں سے مدینے واپس آگئے۔

۱۲۰۔ **کلثوم بن الہدم کی وفات**: اسی سال حضرت کلثوم بن الہدم نے وفات پائی، ان کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے قبا میں تشریف لائے تھے تو آپ نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔

۱۲۱۔ **اسعد بن زرارہ کی وفات**: حضرت اسعد بن زُرَارَہؓ نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ ان چھ آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے بیعت عقبہ اولیٰ سے پہلے مکہ جاکر آپ سے ملاقات کی تھی اور ایمان لائے تھے۔ انہوں نے ہی مدینے میں جمعے کی نماز قائم کی تھی۔ یہ قبیلہ بنو نجار کے نقیب تھے۔

۱۲۲۔ **حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت**: اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہوئی۔ ان کے والد حضرت زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

۱۲۳۔ بیئر رومہ کا وقف :اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔

۱۲۴۔ ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل کا انتقال: اسی سال ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل سہمی کا انتقال ہوا۔

۲/ھ

۱۲۵۔ حضرت فاطمہ کا نکاح : سن ۲ھ میں حضرت فاطمہ الزہرؓا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ہوا۔

۱۲۶۔ غزوۂ اَبْوَاء یا غزوۂ وَدَّانْ : دونوں نام ایک ہی غزوے کے ہیں۔ ابواء یا وڈان دو علیحدہ علیحدہ بستیوں کے نام ہیں جن کی طرف یہ غزوہ منسوب ہے۔ ابواء جحفہ سے ۲۳ میل کے فاصلے پر فُرَع کے علاقے میں واقع ہے۔ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ مہاجرین کو لے کر بارہ صفر کو مدینے سے نکلے۔ اس میں کوئی انصاری شریک نہیں تھا۔ آپ قریش کے ایک تجارتی قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے جو شام سے مکہ جا رہا تھا۔ قافلہ نکل چکا تھا اس لئے لڑائی کی نوبت نہیں آئی البتہ اس سفر میں بنوضمرہ سے صلح ہوئی اور آپ نے ان کو صلح نامہ لکھ کر دیا۔

۱۲۷۔ غزوۂ بُوَاط : یہ دوسرا غزوہ ہے، جو ربیع الاوّل میں ہوا۔ جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام بواط ہے۔ جو مدینے سے ۱۲ میل کے فاصلے پر ینبع کے قریب واقع ہے۔ اس غزوے کے لئے آپ دوسو مہاجرین کے ہمراہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کے لئے نکلے تھے جس میں قریش کے سو آدمی اور ۲۵۰۰ اونٹ تھے۔ ان میں امیہ بن خلف جمحی بھی تھا۔ اس میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

۱۲۸۔ منبر کی تعمیر :اسی سال آپ کے لئے اَثْل یا طَرْفَاءْ کی لکڑی کے تختوں سے ایک منبر بنایا گیا جو تین قدمچوں یعنی درجوں پر مشتمل تھا۔ منبر کے لئے لکڑی غابہ نامی مقام سے حاصل کی گئی تھی جو مدینے منورہ سے شام کی جانب ۸ یا ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۱۲۹۔ غزوۂ سفوان یا غزوۂ بدر اولیٰ : یہ بھی ربیع الاوّل میں ہوا۔ کرز بن جابر الفہری نے جو مشرکین کے رؤسا میں سے تھا مدینے کے مویشیوں پر غارت ڈالی تھی۔ آپ اس کے تعاقب

میں نکلے، یہاں تک کہ آپ بدر کے نواح میں وادیٔ سَفوَان پہنچے مگر وہ (کرز بن جابر) جا چکا تھا۔ بعد میں یہ اسلام لے آیا اور فتح مکہ میں شہید ہوا۔

۱۳۰۔ **غزوۂ ذِی الْعُشَیْرَۃ**: اس کو **عُشَیْرَآء** اور **عُسَیْرَۃ** بھی کہتے ہیں۔ ہجرت کے سولہویں مہینے یعنی جمادی الآخر میں آپ دو سو یا ڈیڑھ سو مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک قافلے کو روکنے کے لئے جو شام کی طرف جا رہا تھا، عشیرہ روانہ ہوئے جو ینبع کے قریب ہے۔ یہاں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ آپ نے یہاں چند روز قیام فرمایا اور بنوُ مُدلَج اور ان کے حلفاء سے معاہدہ فرما کر واپس تشریف لے آئے۔

۱۳۱۔ **سریہ عبداللہ بن جَحْش الاسدی**: اس کو سریہ نخلہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جمادی الاخریٰ کے آخر یا رجب کے شروع میں غزوۂ بدر صغرا اور غزوۂ بدر کبریٰ کے مابین، قریش کے ایک قافلے کی تلاش میں بطن نخلہ کی طرف بھیجا جو مکہ سے ایک دن کی مسافت پر مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں طائف سے واپسی میں جنات نے آپ سے قرآن سنا تھا۔ اس میں اٹھارہ یا بارہ مہاجرین تھے۔ مقابلے میں عمرو بن الحَضْرَمِیْ مر گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔

۱۳۲۔ **سب سے پہلا قتل**: عمرو بن الحَضْرَمِیْ کا قتل مسلمانوں کے ہاتھوں سب سے پہلا قتل تھا۔

۱۳۳۔ **سب سے پہلا مال غنیمت**: سریہ عبداللہ بن جحش میں جو مال ہاتھ آیا وہ اسلام میں سب سے پہلا مال غنیمت تھا۔

۱۳۴۔ **تحویلِ قبلہ**: اسی سال ماہ شعبان میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ یعنی بیت المقدس کی بجائے خانۂ کعبہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔

۱۳۵۔ **صُفَّہ اور اصحاب صُفَّہ**: تحویل قبلہ کے بعد جب مسجد نبوی کا رخ بیت اللہ کی طرف ہو گیا تو قبلۂ اوّل کی طرف والی دیوار اور اس سے متصل جگہ ان اصحاب کے لئے چھوڑ دی گئی جنہوں نے اپنی زندگی صرف عبادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و صحبت کے لئے وقف کر دی تھی۔ ان لوگوں کا کوئی ٹھکانہ اور گھربار نہ تھا۔ یہ جگہ صفہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ لوگ اصحاب صفہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

۱۳۶۔ روزے کی فرضیت: اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک ۹ سال رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

۱۳۷۔ زکوٰۃ کی فرضیت: اسی سال روزوں کی فرضیت کے بعد زکوٰۃ فرض ہوئی۔

۱۳۸۔ صدقۃ الفطر کا وجوب: ماہ رمضان کے آخر میں عید سے دو روز قبل صدقۃ الفطر واجب ہوا۔

۱۳۹۔ غزوۂ بدر کبریٰ: یہ معرکہ ۱۷ رمضان المبارک کو ہوا جو اسلامی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ اس کے ذریعے اسلام کو سربلندی اور رفعت حاصل ہوئی اور کفر کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳، اور مسلمانوں کے ساتھ صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک زبیر بن عوام کا اور دوسرا مقداد بن اسود کا۔ اس کے برعکس مشرکین کی تعداد ۹ سو سے ایک ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو گھوڑے اور چھ سو زرہیں تھیں۔ جنگ میں صرف ۱۴ مسلمان شہید ہوئے جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ جبکہ کفار کے نامور سرداروں سمیت ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔

۱۴۰۔ حضرت رقیہ کا انتقال: غزوۂ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہؓ بیمار تھیں۔ حضرت زید بن حارثہ جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینے پہنچے تو اسی روز حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کی وجہ سے ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔

۱۴۱۔ بدر میں قریش کے سرداروں کا قتل: جنگ بدر میں قریش کے مشاہیر میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابو البختری بن ہشام، امیہ بن خلف، ابو جہل بن ہشام، نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود، حارث بن زمعہ، نوفل بن خویلد بن اسد، حنظلہ بن ابی سفیان، عبیدہ بن سعید بن العاص وغیرہ قتل ہوئے۔

۱۴۲۔ حضرت علیؓ کی کنیت: غزوۂ بدر کے بعد کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو پہلی مرتبہ ابوتراب کی کنیت دی۔

۱۴۳۔ عصماء بنت مروان کا قتل: اس کو سریہ عصماء اور سریہ عمیر بن عدی بھی کہتے ہیں۔

یہ واقعہ رمضان المبارک ۲ ھ کا ہے۔ عصماء ایک یہودی شاعرہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتی تھی۔ اور آپ کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچایا کرتی تھی۔ ابھی آپ بدر سے واپس تشریف نہیں لائے تھے کہ اس نے پھر اسی قسم کے اشعار کہے۔ حضرت عمیر بن عدی نابینا تھے۔ جب انہوں نے یہ اشعار سنے تو منت مانی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب اور صحیح و سالم تشریف لے آئے تو میں اس کو ضرور قتل کروں گا۔ چنانچہ جب آپ بدر سے کامیاب اور صحیح و سالم تشریف لے آئے تو حضرت عمیر نے رات کے وقت عصماء کے گھر میں داخل ہو کر اس کو قتل کر دیا اور فجر کی نماز میں آپ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع کی۔

۱۴۴۔ **ابو عفک کا قتل** :اس کو سریہ سالم بن عمیر بھی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ شوال ۲ ھ کا ہے۔ ابو عفک یہودی اور بوڑھا تھا۔ اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتا تھا اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر اکساتا تھا۔ حضرت سالم بن عمیر نے اس کو قتل کرنے کی منت مانی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے رات کے وقت جب وہ غفلت کی نیند سو رہا تھا تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

۱۴۵۔ **غزوۂ بنی قینقاع** :ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ غزوہ شوال ۲ ھ میں ہوا۔ ابن سعد نے نصف شوال ۲ ھ لکھا ہے۔ جبکہ زاد المعاد میں ہے کہ یہ غزوہ جمادی الآخر ۳ ھ میں ہوا۔ بنو قینقاع عبداللہ بن سلام کی قوم تھی۔ یہ لوگ بہت بہادر، تاجر اور صنعتکار تھے اور مدینے کے مضافات میں رہتے تھے۔ یہودیوں میں سب سے پہلے انہی لوگوں نے عہد شکنی کی اور بدر واحد کے درمیانی عرصے میں مسلمانوں سے جنگ کی۔ انہوں نے قلع میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ ۱۵ روز تک محاصرہ رہا آخر بنو قینقاع پر رعب طاری ہو گیا اور وہ سولہویں روز قلعے سے اتر آئے اور بلا شرط اس پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کریں گے وہ ان کو منظور ہو گا۔

۱۴۶۔ **غزوۂ السویق**: غزوۂ بدر کے بعد ابو سفیان نے قسم کھائی کہ جب تک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہ کر لوں اس وقت تک غسل نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ذی الحجہ کے شروع میں دو سو سواروں کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ مدینے

پہنچ کر اس نے سلام بن مشکم یہودی کے پاس رات گزاری اور خوب شراب پی۔ پھر رات کے آخری حصے میں وہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور قریش کے کچھ آدمیوں کو مدینے کی طرف بھیجدیا جنہوں نے مقام عریض میں کھجور کے کچھ درخت جلا دیئے اور ایک انصاری اور اس کے مزدور کو جو زراعت کے کام میں مصروف تھے قتل کر دیا اور یہ سمجھ لیا کہ قسم پوری ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ذی الحجہ کو دو سو مہاجرین و انصار کو لے کر اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں سمیت بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا البتہ وہ اپنا وزن ہلکا کرنے کے لئے اپنے ساتھ لائے ہوئے ستو کے تھیلے گراتے گئے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ عربی میں سَوِیق ستو کو کہتے ہیں۔ اسی لئے اس کا نام غزوۃ السویق مشہور ہو گیا۔

۱۴۷۔ **آپ کے قتل کی سازش:** جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب الجمحی نے صفوان بن امیہ کے ساتھ مل کر آپ کے قتل کی سازش کی۔ پھر اس نے اپنی تلوار کو تیز کرا کر زہر میں بجھایا اور مدینے پہنچ گیا۔ حضرت عمر نے اس کو دیکھ لیا۔ اس وقت وہ تلوار گردن میں حمائل کئے ہوئے اپنے اونٹ کو بٹھا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ اس کو پکڑ کر آپ کی خدمت میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی اور وہ ایمان لے آیا۔

۱۴۸۔ **غزوۂ بنی سُلَیْم:** اس کو غزوۂ قَرْقَرَۃُ الْکُدْر یا قَرَارَۃُ الْکُدْر بھی کہتے ہیں۔ غزوۂ بدر سے واپسی پر آپ کو سُلَیْم اور غَطْفَانْ کے اجتماع کی خبر ملی تھی اس لئے آپ شوال کی ابتدائی تاریخوں میں دو سو صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ واقدی اور ابن سعد نے اس کو نصف محرم کا واقعہ بتایا ہے۔ کُدْر کے چشمے پر پہنچ کر آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ دشمن منتشر ہو چکا ہے۔ آپ وہاں تین دن قیام فرمانے کے بعد قتال کئے بغیر واپس تشریف لے آئے۔

۱۴۹۔ **کعب بن اشرف کا قتل:** اس کو سریہ محمد بن مسلمہ بھی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ربیع الاوّل ۳ھ کا ہے۔ کعب بن اشرف ایک یہودی شاعر تھا۔ آپ کی ہجو میں اشعار کہتا تھا۔ اور مشرکین کو آپ کے مقابلے کے لئے بھڑکاتا تھا۔ جب مدینے کے لوگوں کو جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری ملی تو کعب کو بہت صدمہ ہوا۔ پھر اس نے مکے جا کر مقتولین بدر کے مرثیئے لکھے۔ جن کو پڑھ کر وہ خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رلاتا تھا۔ اس کے بعد

وہ مدینے واپس آگیا اور اپنے اشعار کے ذریعے مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کرنے لگا۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ جن میں کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی ابو نائلہ بھی تھا، رات کے وقت اس کو قلعے سے نیچے بلا کر اس کا کام تمام کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کے واصل جہنم ہونے کی خبر دی۔

۳ھ

۱۵۰۔ **غزوۂ غَطْفَانْ** :اس کو غزوۂ اَنْمَارْ، غزوۂ ذِیْ اَمَّر اور غزوۂ نجد بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ محرم میں ہوا۔ واقدی اور ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ربیع الاوّل میں ہوا۔ آپ کو خبر ملی تھی کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب (قبیلہ غطفان کی شاخیں) نجد میں جمع ہو رہے ہیں اور مدینے میں لوٹ مار کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کا سردار دعثور غطفانی تھا۔ آپ نے ۴۵۰ صحابہ کرامؓ کے ساتھ نجد کی طرف خروج کیا۔ صفر کا پورا مہینہ آپ نے وہاں گزارا مگر کوئی بھی مقابلے پر نہ آیا۔
ذُوْامَرَّ۔ نجد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

۱۵۱۔ **غزوۂ بُحْرَانْ** :اس کو غزوۂ بنی سلیم بھی کہتے ہیں۔ واقدی اور ابن سعد کے مطابق یہ غزوۂ جمادی الاوّل میں ہوا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غزوۂ نجد کے بعد آپ مدینے میں تقریباً ایک مہینہ (ربیع الاوّل) ٹھہرے۔ پھر آپ ۳۰۰ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ قریش کے ارادے سے نکلے یہاں تک کہ آپ فُرَعْ کے نواح میں مقام بحران تک پہنچے۔ بنی سلیم کے لوگ آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی منتشر ہوگئے اور آپ بغیر لڑائی کے مدینے واپس آگئے۔

۱۵۲۔ **سریہ زید بن حارثہ** :اس کو سریہ قَرَدْ بھی کہتے ہیں۔ قرد ذَاتِ عِرَقْ کے نواح میں رَبْذَہْ اور عَمْرَہْ کے درمیان نجد کے علاقے میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخر میں حضرت زید بن حارثہ کی سربراہی میں سو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو قریش کا ایک تجارتی قافلہ روکنے کے لئے بھیجا جو مکہ سے بہت سامال لے کر عراق کے راستے روانہ ہوا۔ یہ پہلا سریہ تھا جس میں حضرت زید کو امیر بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت زید نے قافلے کو نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے پر جالیا۔ اہل قافلہ اپنا تمام مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مال غنیمت کی مجموعی مالیت تقریباً ایک لاکھ درہم تھی۔

۱۵۳۔ **حُوَیْصَہْ کا اسلام** :کعب بن اشرف کے قتل کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم

دیا کہ اس قسم کے یہودیوں کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔ حویصہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور محیصہ سے عمر میں بڑے تھے۔ محیصہ نے ابن سینہ یہودی کو قتل کر دیا جو بڑا تاجر تھا۔ حویصہ نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ محیصہ نے کہا کہ مجھے ایک ایسی ذات نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے کہ اگر وہ تیرے قتل کا حکم دیتی تو میں ضرور تیری گردن مار دیتا۔ حویصہ یہ سن کر حیران رہ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا۔

۱۵۴۔ غزوۂ احد : یہ غزوہ شوال ۳ھ میں ہوا۔ احد مدینہ منورہ کے قریب مشہور پہاڑ ہے۔ ابتدا میں آپ کے ساتھ ایک ہزار افراد تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین تین سو منافقوں کو لے کر راستے ہی سے لوٹ گیا۔ اس طرح آپ کے ساتھ سات سو آدمی رہ گئے۔ جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی۔ پہلے مسلمانوں کو فتح ہوئی جسے دیکھ کر مسلمان اس پہاڑی درہ کو چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے جس کو کسی قیمت نہ چھوڑنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاکید فرمائی تھی۔ چنانچہ کفار کے ایک دستے نے اس درے کو خالی دیکھ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا جس سے ان میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اور بہت سے مسلمان شہید ہوگئے۔ اور مسلمانوں کو جزوی طور پر شکست ہوئی۔

۱۵۵۔ غزوۂ حمراء الاسد: شوال ہی میں قریش کے لوگ غزوۂ احد سے واپس ہو کر مقام روحا میں ٹھہرے تو ان کو خیال آیا کہ پلٹ کر دفعتاً مدینے پر حملہ کر دینا چاہئے۔ مسلمان اب مقابلے کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ معبد خزاعی نے ابوسفیان کو بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمہارے تعاقب میں نکلے ہیں۔ جو لوگ اس روز ان کے ساتھ شریک نہیں تھے اب وہ بھی ان کے ساتھ اکھٹے ہوگئے ہیں۔ وہ سب شدید غصے میں ہیں۔ ابوسفیان یہ سنتے ہی مکہ واپس چلا گیا۔

۱۵۶۔ حضرت ام کلثوم کا نکاح : اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔

۱۵۷۔ حضرت حفصہؓ سے نکاح : اسی سال آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر سے نکاح کیا۔ ان کا پہلا نکاح خُنَیس بن حُذَافَۃ سَہمِیْ سے ہوا تھا۔ انہی کے ساتھ ہجرت کر کے مدینے

آئیں۔ خنیس کے انتقال کے بعد آپ نے ۳ھ میں ان سے عقد کیا۔ حضرت معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں شعبان ۴۵ھ میں مدینے میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال تھی۔

۱۵۸۔ **حضرت زینب سے نکاح** :اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خُزَیمَہ سے نکاح کیا۔ یہ بہت سخی اور فیاض تھیں اسی لئے ایام جاہلیت ہی سے ام المساکین کہہ کر پکاری جاتی تھیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ عدت پوری ہونے پر آپ نے ان سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے بعد صرف دو تین ماہ زندہ رہیں۔

۱۵۹۔ **میت پر نوحہ کی ممانعت کا حکم**: غزوۂ احد کے بعد یہ حکم نازل ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا، چہرہ پیٹنا، گریبان چاک کرنا اور ماتم وغیرہ کرنا حرام ہے۔

۱۶۰۔ **ابی بن خلف کا ہلاک ہونا**: اسی سال تاریخ اسلام کا وہ واحد شخص واصل جہنم ہوا جو غزوۂ احد میں آپ کی ضرب سے زخمی ہوا تھا اور پھر مرالظہر ان (وادیٔ فاطمہ) میں پہنچ کر ہلاک ہو گیا۔ اس کا نام ابی بن خلف تھا۔ اس کے علاوہ کوئی اور شخص آپ کے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہوا۔

۱۶۱۔ **حضرت حمزہ کی شہادت** :اسی سال حضرت حمزہ بن عبدالمطلب غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

۴ھ

۱۶۲۔ **سریہ ابی سلمہ** :یہ سریہ غزوۂ احد سے واپسی کے بعد محرم کے شروع میں قَطَنْ کی طرف بھیجا گیا جو بنو عبس یا بنو اسد کے علاقے میں ایک پہاڑ ہے اور یہ کھجور کے درختوں اور پانی کے چشموں کی کثرت کے لئے مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ خویلد کے بیٹے طلیحہ اور سلمہ اپنی اپنی قوم کو آپ ﷺ سے لڑائی کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے ابو سلمہ بن عبدالاسد کو ۱۵۰ مہاجرین وانصار کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ ابو سلمہ نے بنی اسد کے علاقے میں پہنچ کر ان کا پیچھا کیا مگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ بہت سے اونٹ اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصے میں سات سات اونٹ اور بکریاں

آئیں۔

۱۶۳۔ **حضرت ابو سلمہ کی وفات** : جنگ احد میں حضرت ابو سلمہ کے شانے پر ایک زخم لگا تھا اور اچھا ہو گیا تھا۔ مگر اس سفر کے بعد وہ زخم پھر تازہ ہو گیا اور اسی سے ان کا انتقال ہوا۔

۱۶۴۔ **بیرٔ معونہ کا واقعہ** : اس کو سریۃ القراء بھی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ صفر میں پیش آیا۔ ابو براء عامر بن مالک کی درخواست اور ضمانت پر آپ نے حضرت منذر بن عمرو الساعدی کی سر براہی میں چالیس یا ستر صحابہ کرامؓ کو جو قراء کہلاتے تھے دعوت اسلام کے لئے اہل نجد کی طرف بھیجدیا۔ جب یہ لوگ ایک کنوئیں کے پاس پہنچے جس کو بیرٔ معونہ کہتے ہیں اور جو مکے اور عُسْفَانْ کے درمیان بنو ھُذَیْل کے ایک مقام کا نام ہے، عُصَیَّہْ رِعْل اور ذَکْوَانْ کے لوگوں نے اچانک حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا سوائے کعب بن زید انصاری کے۔ وہ لوگ ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ مگر ان میں زندگی کی رمق باقی تھی چنانچہ بعد میں وہ ہوش میں آگئے اور بہت عرصے تک زندہ رہے۔ ان کے علاوہ زندہ بچنے والوں میں دو آدمی، عمرو بن امیہ ضمیری اور منذر بن محمد بھی تھے۔ یہ دونوں مویشی چرانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بعد میں ان دونوں نے آگے بڑھ کر کفار سے قتال کیا جس میں حضرت منذر شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمیری گرفتار ہو گئے۔ بعد میں ان کو سر کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا گیا۔

۱۶۵۔ **حادثہ رجیع** : اس کو سریہ عاصم بھی کہتے ہیں۔ حادثۂ رجیع صفر میں پیش آیا۔ آپ نے حضرت عاصم بن ثابت کو چھ یا دس صحابہ کے ساتھ عَضَل اور قَارَہْ کے لوگوں کی خواہش پر احکام دین کی تعلیم کے لئے روانہ فرمایا۔ بخاری کی روایت میں دس آدمیوں کا ذکر ہے اور ابن اسحاق نے چھ آدمی بتائے ہیں۔ رجیع پہنچنے پر ان لوگوں کو سو کافروں نے نرغے میں لے کر حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کے سوا سب کو شہید کر دیا اور ان دونوں کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔ رجیع بنو ہذیل کے کنوئیں کا نام ہے جو مکہ اور عسفاں کے درمیان عسفان سے آٹھ میل پر واقع ہے۔

۱۶۶۔ **قتل کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنے کی ابتدا** : بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت خبیب ہی وہ پہلے شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنے کا طریقہ چلا ہے۔

۱۶۷۔ **غزوۂ بنی نضیر** : یہ غزوۂ ربیع الاوّل میں ہوا۔ بنو نضیر یہود کا بہت بڑا قبیلہ تھا جو مسجد قبا کے

قریب عوالی کی طرف مدینے سے چھ میل پر تھا۔ احد کی جزوی شکست کے بعد یہ لوگ علی الاعلان مسلمانوں کی مخالفت کرنے لگے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا۔ آپ نے ان کو مدینے سے نکل جانے کا حکم دیا تو پہلے تو انہوں نے انکار کر دیا پھر جب آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا تو چھ رات کے محاصرے کے بعد یہود قلعے سے اتر آئے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ زرہ اور اسلحے کے علاوہ ایک اونٹ پر جتنا سامان لاد سکتے ہو وہ لے جاؤ اور اپنے گھروں سے نکل جاؤ۔ اس طرح بنی نضیر کے لوگ شام کی طرف چلے گئے سوائے دو خاندانوں کے ایک آلِ حُقَیق اور دوسرا حُیَیْ بن اَخطَب کا خاندان۔ یہ دونوں خاندان شام کی بجائے خیبر چلے گئے۔

۱۶۸۔ **شراب کی حرمت کا حکم** : ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ شراب کے حرام ہونے کا حکم اسی غزوے میں نازل ہوا۔

۱۶۹۔ **غزوۂ بدر صغریٰ** : یہ غزوۂ شعبان یا ذی قعدہ میں ہوا۔ اس کو بدر صغریٰ، بدر ثالثہ اور بدر اخیرہ اور بدر موعد بھی کہتے ہیں۔ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ آئندہ سال بدر میں مقابلہ ہوگا۔ چنانچہ آپ پندرہ سو صحابہؓ کے ہمراہ شعبان کے مہینے میں بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔ بدر پہنچ کر آپ نے آٹھ روز تک ابوسفیان کا انتظار کیا پھر بلا قتال مدینے واپس آگئے۔

ادھر ابوسفیان مکے سے دو ہزار آدمیوں اور پچاس گھوڑوں پر مشتمل لشکر لے کر روانہ ہوا۔ مرالظہران یا عسفان تک آیا مگر مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ اس سال گرانی اور خشک سالی ہے اس لئے جنگ مناسب نہیں۔

۱۷۰۔ **ابورافع کا قتل** : اس کو سریہ عبداللہ بن عتیک بھی کہتے ہیں۔ اس کا نام عبداللہ بن ابی الحُقَیق اور کنیت ابورافع تھی۔ اس کو سلام بن ابی الحقیق بھی کہتے تھے۔ یہ بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور آپ کو طرح طرح سے ایذا دیتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کے لئے پانچ یا سات صحابہؓ کو بھیجا۔ ان میں عبداللہ بن عتیک بھی تھے۔ جنہوں نے رات کے وقت خیبر کے قریب اس کے قلعے میں داخل ہو کر اس کو قتل کر دیا جبکہ وہ سویا ہوا تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ ذی الحجہ ۴ھ میں قتل ہوا

اور ابن سعد کے مطابق یہ رمضان ۶ھ میں قتل ہوا۔

۱۷۱۔ غزوۂ ذَاتُ الرِّقَاعْ :اس کو غزوۂ نجد، غزوۂ مَحَارِبْ، غزوۂ بنی ثَعْلَبَہْ، غزوۂ بنی اَنْمَارْ، غزوۂ صلاۃ خوف اور غزوۃ الاعاجیب بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ جمادی الاوّل میں ہوا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ محرم ۵ھ میں ہوا۔ غزوۂ بنی نضیر کے بعد آپ کو خبر ملی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ (قبیلۂ غطفان کی دو شاخیں) آپ کے خلاف لشکر جمع کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ چار سو صحابہؓ کو لے کر روانہ ہوئے۔ بعض روایتوں میں سات سو اور آٹھ سو کی تعداد بھی آئی ہے۔ بنو محارب اور بنو ثعلبہ مقابلے پر نہیں آئے، بلکہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ اس غزوے میں راستہ چلتے چلتے لوگوں کے پیر پھٹ گئے تھے اس لئے لوگوں نے پیروں پر کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ رقاع چونکہ کپڑے کی چندیوں اور چیتھڑوں کو کہتے ہیں اس لئے اس کو غزوۂ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں۔

۱۷۲۔ صلوٰۃ الخوف :اسی غزوے میں صلوٰۃ الخوف کی مشروعیت ہوئی۔

۱۷۳۔ عبداللہ بن عثمان کی وفات :اس سال عبداللہ بن عثمان بن عفان کی وفات ہوئی۔

۵ / ھ

۱۷۴۔ غزوۂ دومۃ الجندل :دومتہ الجندل مدینے سے پندرہ سولہ دن کی مسافت پر اور دمشق سے پانچ دن کی مسافت پر شام کے قریب واقع ہے۔ یہ غزوہ ربیع الاوّل میں ہوا۔ آپ کے ہمراہ ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر تھا۔ راستے کی رہنمائی کے لئے بنی عذرہ کا ایک شخص ہمراہ تھا۔ اس غزوے میں آپ رات کے وقت سفر فرماتے تھے اور اپنے آپ کو دشمن سے پوشیدہ رکھنے کے لئے دن میں چھپے رہتے تھے تاکہ دشمن پر اچانک بے خبری میں ٹوٹ پڑیں۔ اہل دومہ آپ کی خبر پاتے ہی منتشر ہوگئے لہٰذا آپ کو وہاں کوئی نہ ملا۔ آپ وہاں چند روز قیام فرما کر بلا قتال وجدال مدینے واپس آگئے۔

۱۷۵۔ غزوۂ بنی مصطلق یا مُرَیسیع :واقدی کہتے ہیں کہ یہ غزوۂ ماہ شعبان میں ہوا۔ محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ یہ ۶ھ میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ۴ھ کا ہے اور حضرت عروہ کی روایت ہے کہ یہ شعبان ۵ھ میں ہوا۔ بنی مصطلق قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ کا نام تھا جو قدید کے قریب مکہ اور مدینے کے درمیان آباد تھے۔ مریسیع ان کے کنوئیں کا نام تھا۔ اس غزوے میں آپ نے

اسی کنوئیں پر قیام فرمایا تھا۔ اسی لئے اس کو غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ آپ کو خبر ملی تھی کہ بنی مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنی قوم اور دوسرے قبائل کی مدد سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ شعبان کی ۲ تاریخ کو پیر کے روز مریسیع کی طرف روانہ ہوگئے۔ منافقین بھی غنیمت کی طمع میں آپ کے ساتھ ہوگئے جو اس سے پہلے غزوات میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی روانگی کی خبر سے کفار پر رعب طاری ہوگیا اور بیشتر قبائل منتشر ہوگئے۔ حارث کے ساتھ صرف اس کے قبیلے کے لوگ رہ گئے۔ آپ نے مریسیع پہنچ کر ان پر حملہ کیا تو وہ حملے کی تاب نہ لاکر شکست کھاگئے۔ ان کے دس آدمی قتل ہوئے، باقی تمام مرد و عورت، بوڑھے، بچے سب گرفتار ہوگئے، دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

۱۷۶۔ **تیمّم کی آیت کا نزول** : اسی غزوۂ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار کہیں گر گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ لشکر کو اس کی تلاش میں رکنا پڑا اور لوگوں کے پاس وضو کے لئے پانی نہ تھا سو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔

۱۷۷۔ **ام المؤمنین جویریہؓ** : بنی مصطلق کے قیدیوں میں ان کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو جویریہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئی۔ ثابت بن قیس نے جویریہ سے مکاتبت کرلی۔ یعنی اتنی رقم ادا کرکے آزاد ہو جائے ادھر حارث نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی مصطلق کا سردار ہوں۔ میری بیٹی کنیز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ اس کو آزاد فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ میں اس معاملے کو جویریہ پر چھوڑتا ہوں۔ حارث نے جاکر جویریہؓ سے کہا کہ آپ نے یہ معاملہ تیری مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ جویریہؓ نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے جویریہؓ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ جب صحابہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ اب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقربا میں داخل ہوگئے ہیں۔

۱۷۸۔ **جویریہؓ کے والد حارث کا اسلام** : حارث بن ضرار اپنی بیٹی کے فدیے کے لئے بہت سے اونٹ لے کر مدینے آئے۔ ان میں سے دو اونٹ جو نہایت عمدہ اور پسندیدہ تھے ایک گھاٹی

میں چھپا دیئے تاکہ واپسی میں ان کو لے لیں۔ مدینے پہنچ کر اونٹ آپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ میری بیٹی کا فدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کہاں ہیں جو تم فلاں گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو۔ حارث نے فوراً کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اللہ ہی نے آپ کو مطلع کیا ہے۔

۱۷۹۔ غزوۂ خندق : یہ غزوۂ شوال یا ذی قعدہ میں ہوا۔ اس کو قرآن کریم نے غزوۂ احزاب کہا ہے کیونکہ اس میں کفار کی مختلف جماعتیں متحد ہو کر مسلمانوں کو ختم کر دینے کا معاہدہ کر کے مدینے پر حملہ آور ہوئی تھیں۔ اسی غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دشمن کے راستے میں خندق کھودی گئی تھی اس لئے اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ خندق کی کل لمبائی تقریباً ساڑھے تین میل تھی۔ البتہ چوڑائی اور گہرائی کی صحیح مقدار کسی روایت میں مذکور نہیں۔ کھدائی کے لئے ہر دس گز (شرعی) پر دس آدمی مامور تھے۔ اس طرح یہ طویل و عریض اور خوب گہری خندق چھ روز میں مکمل ہوئی۔ اس غزوے میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور مشرکین کی تعداد دس یا بارہ ہزار یا پندرہ ہزار تھی۔ محاصرہ تین ہفتے سے زیادہ عرصے تک رہا۔ آخر مشرکین بغیر لڑے بھاگ نکلے۔

۱۸۰۔ غزوۂ بنی قریظہ : غزوۂ خندق کے بعد ذی قعدہ ہی میں غزوۂ بنی قریظہ ہوا۔ بنو قریظہ یہودی تھے اور مدینے کے قریب آباد تھے۔ انہوں نے بدعہدی کی تھی اس لئے آپ نے اللہ کے حکم سے ان کا محاصرہ کر لیا جو ۲۵ روز تک جاری رہا۔ آخر وہ محاصرے سے تنگ آگئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا۔ پھر وہ اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے اور آپ نے ان کی مشکیں کسنے کا حکم دیا۔ پھر اپ نے ان کا فیصلہ حضرت سعد کے سپرد کر دیا۔ حضرت سعد نے فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے مال کو بانٹ لیا جائے اور ان کے گھر مہاجرین اور انصار کو دے دئے جائیں۔ حضرت سعد کا فیصلہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق کیا۔

۱۸۱۔ تین صحابہؓ کی وفات : اسی سال ام سعد بن عبادہ، حضرت سعد بن معاذ اور عبداللہ بن سہل نے وفات پائی۔

۶ / ھ

۱۸۲۔ سریہ عبداللہ بن انیس اسلمی : محرم ۶ ھ میں یہ سریہ سفیان بن خالد ہذلی اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں بطن عرنہ بھیجا گیا جو عرفات کے قریب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ سفیان بن خالد مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے۔ آپ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو اس کے مقابلے پر بھیجا بطن عرنہ پہنچ کر انہوں نے حیلے سے اپنے آپ کو اس کے لشکر میں شامل کر لیا اور موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر راتوں کو سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ آ گئے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ چہرہ کامیاب ہو گیا۔ ان کا یہ سفر اٹھارہ روز میں مکمل ہوا۔ اور بروز ہفتہ ۲۳ محرم کو وہ مدینے واپس پہنچے۔

۱۸۳۔ سریہ محمد بن مسلمہ : اس کو سریہ نجد بھی کہتے ہیں۔ آپ نے محرم میں تیس سواروں کے ہمراہ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو قُرْطَاء کی جانب روانہ فرمایا۔ قرطاء ایک قبیلے کا نام ہے جو قیس عیلان کی ایک شاخ بنو عبد بن بکر کہلاتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان پر چھاپا مارا۔ ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔

۱۸۴۔ غزوۂ بنولِحْیَانْ : یہ غزوہ ربیع الاوّل میں ہوا۔ بنو لحیان عُسفان کی جانب آباد تھے جو مکہ اور مدینے کے درمیان مکہ سے دو مرحلے پر واقع ہے۔ شہدائے رجیع کا بدلہ لینے کے لئے آپ دو سو صحابہؓ کے ہمراہ بنو لحیان کے ارادے سے نکلے۔ آپ کا مقصد بنو لحیان کو سزا دینا تھا۔ مقصد کو پوشیدہ رکھنے کے لئے پہلے آپ نے شام کی طرف سفر کیا پھر مَخِیْض اور بَتْرَاء ہوتے ہوئے صُخَیْرَاتُ الثُّمَامْ پہنچے۔ وہاں سے آپ نے مجہ کا راستہ اختیار کیا جو مکے کے راستے میں ہے۔ پھر آپ وادیٔ غَرَّانْ میں اترے جو اَمُج اور عُسفان کے درمیان واقع ہے۔ یہیں بنی لحیان کے مکانات ہیں۔ بنو لحیان آپ کی اطلاع پاتے ہی پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ پھر آپ مکہ کی جانب بڑھے اور عسفان پہنچ کر قیام فرمایا۔ پھر آپ مدینے واپس تشریف لے آئے۔

۱۸۵۔ غزوۂ ذی قَرَدَ : ذو قرد ایک کنوئیں کا نام ہے جو خیبر کے راستے میں عظفان کے قریب

مدینے سے ایک منزل پر واقع ہے۔ اس کو غزوۂ غابہ بھی کہتے ہیں۔ غابہ کے معنی جنگل کے ہیں یہاں وہ میدان مراد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرا کرتے۔ یہ جگہ کوہ سلع کے پاس تھی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ غزوہ ربیع الاوّل میں ہوا۔ اور واقدی کہتے ہیں کہ ربیع الآخر میں ہوا۔ اور بعض کے نزدیک حدیبیہ کے بعد اور غزوۂ خیبر سے پہلے ذی الحجہ میں ہوا۔

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام رباح کو اپنے اونٹ دیکھنے کے لئے بھیجا۔ ان کے ہمراہ سلمہ بن اَکْوَعْ بھی تھے۔ یہ لوگ صبح سویرے ابھی راستے ہی میں تھے کہ عینیہ بن حصین فزاری آپ کے اونٹوں پر حملہ کر کے سب کو ہانک کر لے گیا اور چرواہے کو قتل کر کے اس کی بیوی کو بھی ساتھ لے گیا۔ واقعہ کی اطلاع کرنے کے لئے سلمہ نے رباح کو مدینے بھیجد دیا اور خود دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ ادھر مدینے خبر پہنچی تو آپ نے سب سے پہلے حضرت مقداد بن عمرو کو روانہ فرمایا پھر آپ سات سو صحابہؓ کو ہمراہ لے کر روانہ ہوگئے۔ حضرت سلمہ بن اَکْوَعْ تنہا پاپیادہ عینیہ کا تعاقب کرتے رہے اور تیر اندازی کر کے تمام اونٹ چھڑا لئے۔ دشمن سے تیس چادریں، تیس نیزے اور تیس ڈھالیں بھی چھین لیں۔ کئی کافروں کو جہنم رسید کیا۔ یہ اونٹوں کو واپس لا رہے تھے کہ آپ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ پہنچ گئے۔ پھر آپ یہیں سے مدینے واپس آگئے۔

۱۸۶۔ سریہ **عکاشہ بن مِحْصَنْ** : یہ سریہ ربیع الاوّل یا ربیع الآخر میں غمر کی طرف بھیجا گیا۔ حضرت عکاشہ کے ہمراہ چالیس آدمی تھے۔ اہلِ غمر خبر پاتے ہی مختلف سمتوں میں بھاگ گئے اور حضرت عکاشہ بغیر لڑائی کے مدینے واپس آگئے۔ دوسو اونٹ غنیمت میں ہاتھ آئے۔

۱۸۷۔ سریہ **محمد بن مسلمہ ۲** : یہ سریہ ربیع الاوّل یا ربیع الآخر میں بنو ثعلبہ و بنو عوال کی جانب بھیجا گیا جو مدینے سے چالیس میل کے فاصلے پر **رَبَذَہ** کے راستے میں موضع **ذوالقَصَّہ** میں آباد تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ کے ہمراہ دس آدمی تھے۔ جن میں سے بیشتر شہید ہوگئے اور کفار کو غلبہ ہوا۔

۱۸۸۔ سریہ **عبیدہ بن جراح** : ربیع الآخر کے آخری دنوں میں ہوا۔ یہ بھی **ذات القَصَّہ** کی طرف بھیجا گیا۔ حضرت عبیدہ کے ہمراہ چالیس سوار تھے۔ اس میں دشمن مغلوب ہوا اور بہت سے مویشی غنیمت میں ملے۔

۱۸۹۔ سریہ زید بن حارثہ ۱ : یہ سریہ ربیع الاوّل کے آخری دن یا ربیع الآخر میں بنی سلیم موضع جَمُوْم کی طرف بھیجا گیا۔ جو مدینے سے ۱۲ میل پر بطن نخلہ کے قریب ایک جگہ تھی۔ اس میں چوپائے، بکریاں اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔

۱۹۰۔ سریہ زید بن حارثہ ۲ : یہ سریہ جمادی الاوّل میں عِیص کی طرف بھیجا گیا جو مدینے سے چار رات کی مسافت پر واقع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے۔ آپ نے اس کو روکنے کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ حضرت زید اور ان کے ساتھیوں نے اہلِ قافلہ کو قید کر کے ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا۔ قیدیوں میں آپ کے داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی اور لوگوں میں اس کا اعلان کیا۔ پھر آپ نے بھی ان کو پناہ دی اور ان کا مال لوٹا دیا۔

۱۹۱۔ سریہ زید بن حارثہ ۳ : جمادی الاخریٰ میں بنو ثعلبہ بن سعد کی طرف موضع طَرَف بھیجا گیا۔ طَرَف بنو ثعلبہ کے ایک کنوئیں کا نام ہے جو عراق کے راستے میں مدینے سے ۳۶ میل پر واقع ہے۔ حضرت زید کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ مگر مقابلہ نہیں ہوا۔ کیونکہ بنو ثعلبہ نے اس خوف سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے پر آرہے ہیں، راہ فرار اختیار کرلی۔ حضرت زید چوپایوں اور بکریوں کو لے کر مدینے پہنچ گئے۔

۱۹۲۔ سریہ زید بن حارثہ ۴ : یہ سریہ جمادی الاخریٰ میں۔ بنو جزام کی طرف وادی القریٰ سے آگے حِسْمیٰ کی طرف بھیجا گیا۔ دحیہ بن خلیفہ کلبی ۶ ھ میں قیصر کے پاس سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں ہنید بن عارض اور اس کے لڑکے عارض بن ہنید نے اپنے قبیلے کچھ لوگوں کے ہمراہ حسمیٰ کے علاقے میں حضرت دحیہ کا راستہ روک کر ان کا سب مال و متاع چھین لیا، سوائے ایک چھوٹے سے کپڑے کے۔ انہوں نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقع سے مطلع کیا۔ آپ نے حضرت دحیہ کے ساتھ زید بن حارثہ کو پانچ سو افراد کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر ان پر حملہ کر دیا اور ہنید اور اس کے لڑکے کو قتل کر کے ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور بچے قیدی بنائے، اس کے بعد زید بن رفاعہ الجذامی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مال واپس کرنے کی

درخواست کی جو آپ نے قبول فرمالی اور ان کا مال واپس فرمادیا۔

۱۹۳۔ سریہ زید بن حارثہ ۵: یہ سریہ رجب میں بنو فزارہ کی طرف وادی القریٰ بھیجا گیا۔ مگر اس میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

۱۹۴۔ سریہ عبد الرحمٰن بن عوف : شعبان ٦ھ میں سات سو صحابہؓ پر مشتمل یہ سریہ دومۃ الجندل بھیجا گیا۔ بیشتر لوگ اسلام لے آئے اور باقی لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

۱۹۵۔ سریہ علی ابن ابی طالب : شعبان ہی میں حضرت علیؓ کو سو افراد کے ساتھ بنو سعد بن بکر کی جانب فدک بھیجا گیا جو مدینے سے چھ رات کی مسافت پر خیبر کے قریب واقع ہے۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ہَمَج پہنچ گئے۔ جو خیبر اور فدک کے درمیان ایک کنواں ہے۔ پھر انہوں نے حملہ کر کے بنو سعد کے پانچ سو اونٹوں اور ایک ہزار بکریوں پر قبضہ کر لیا۔

۱۹۶۔ سریہ زید بن حارثہ :رمضان ٦ھ میں زید بن حارثہ کو بنی بدر میں سے بنو فزارہ کی ام قِرْفَہْ طرف بھیجا۔ یہ علاقہ وادی القریٰ کے علاقے میں ہے۔ اس سریہ میں کچھ کفار قتل ہوئے اور کچھ قید ہوئے۔

۱۹۷۔ سریہ عبد اللہ بن رواحہ : تیس افراد پر مشتمل یہ سریہ شوال میں اُسَیر بن رِزَامْ یہودی کی طرف خیبر بھیجا گیا۔ اس میں اُسیر سمیت تیس یہودی کام آئے جبکہ تمام مسلمان محفوظ رہے۔

۱۹۸۔ سریہ کُرْز بن جَابِرْ فِہْرِیْ : یہ سریہ بھی شوال میں ہوا۔ بعض کے نزدیک اسی سال جمادی الاخریٰ اور بعض کے نزدیک ذی الحجہ میں ہوا۔ عکل کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے۔ ان کو مدینے کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ صدقے کے اونٹوں کے پڑاؤں کے پاس جاکر رہیں۔ وہاں جانے کے بعد جب وہ تندرست ہوگئے تو اسلام سے منحرف ہوگئے اور چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے کرز بن جابر فہری کو بیس سواروں کے ہمراہ ان کے تعاقب میں بھیجا۔ وہ لوگ گرفتار ہو کر آئے تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کو حرہ میں پھنکوا دیا اور وہ وہیں مر گئے۔

۱۹۹۔ عمرۃ الحدیبیہ : حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جو مکہ سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے۔ اسی سے متصل ایک گاؤں آباد ہے جس کا بیشتر حصہ حرم میں داخل ہے اور باقی حصہ حِل میں ہے۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہؓ کے ہمراہ مکۂ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے۔ کچھ لوگوں نے سر منڈوایا اور کچھ لوگوں نے سر کے بال کتروائے۔ اسی حالت میں آپ نے کعبہ کی کنجی لی اور بیت اللہ میں داخل ہوگئے۔ انبیا کا خواب وحی ہوتا ہے اس لئے اس کا واقع ہونا یقینی تھا مگر خواب میں کسی سال یا مہینے کا تعین نہیں گیا تھا۔ صحابہؓ نے خواب سن کر عمرے کے لئے تیاری شروع کر دی پھر آپ نے بھی ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ آپ ذیقعدہ ۶ھ میں چودہ یا پندرہ سو صحابہ کے ہمراہ مکے روانہ ہوگئے اور ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ نے عمرہ کا احرام باندھا مگر کفار کی ہٹ دھرمی کے باعث آپ اس سال عمرہ نہ ادا کرسکے۔ پھر طویل گفتگو کے بعد مشرکین مکہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس صلح نامے کی رو سے آپ نے صحابہ کے ہمراہ اس سے اگلے سال عمرے کی قضا کی۔

۲۰۰۔ بیعت رضوان : عمرۃ الحدیبیہ کے موقع پر جب آپ حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے اور مشرکین سے عمرے کی ادائیگی کی گفت و شنید جاری تھی تو اسی اثنا میں آپ نے حضرت عثمان کو مشرکین مکہ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ جاکر ان کو دعوت اسلام دو اور بتادو کہ ہم ان سے لڑنے نہیں آئے۔ ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ جو ضعیف مسلمان مرد اور عورتیں ہجرت نہیں کرسکے اور مصائب میں مبتلا ہیں ان کو تسلی دینا اور بشارت دینا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ میں اپنے دین کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمان نے مکہ جاکر قریش کو دعوت اسلام دی۔ اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں مگر قریش نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مکہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اسی اثنا میں آپ کو خبر ملی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہیں لے لوں گا۔ یہاں سے حرکت نہیں کروں گا۔ پھر آپ نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب فرمایا اور ببول کے ایک درخت کے نیچے، جس کے سائے میں آپ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے صحابہ سے جہاد کے لئے بیعت لی۔ اسی بیعت کو

بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

۲۰۱۔ **سورۂ فتح کا نزول** : صلح حدیبیہ کے بعد، جب آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مدینے کی طرف جارہے تھے تو راستے میں ضجنان کے مقام پر جو مکہ سے تقریباً ۲۵ میل دور ہے یا بعض مفسرین کے مطابق کَرَّاعُ الْغَمِیْم کے مقام پر سورۂ فتح نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ جس صلح کو وہ شکست سمجھ رہے ہیں وہ دراصل فتح عظیم ہے۔

۲۰۲۔ **سلاطین کو دعوت اسلام** : حدیبیہ سے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم سن ۷ ہجری میں، اطراف کے ملوک اور سلاطین کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ صحابہ میں سے بعض نے عرض کیا کہ جس خط پر مہر نہ ہو، ملوک اور سلاطین اس کو قابل اعتبار و اعتماد نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ ایسے خطوط کو پڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس مشورے کو قبول فرماتے ہوئے چاندی کی ایک مہر بنوائی جس میں تین سطروں میں "محمد رسول اللہ" اس طرح کندہ تھا کہ سب سے اوپر لفظ "اللہ"، سب سے نیچے لفظ "محمد" اور درمیان میں لفظ "رسول" تھا۔

۲۰۳۔ **نامۂ مبارک بنام قیصر** : حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی نے بیت المقدس پہنچ کر امیر بصریٰ کے توسط سے آپ کا نامہ مبارک قیصر کو پیش کیا۔ قیصر اس وقت ایرانیوں پر فتح پانے کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ قیصر نے آپ کے نامۂ مبارک کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور اس کو بوسہ دیا۔ پھر اس نے اس کو کھول کر پڑھا اور کہا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا۔ اس کے بعد قیصر نے حضرت دحیہ کلبی کو تنہائی میں بلا کر کہا کہ خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے دوست نبیٔ مرسل ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے روم کے لوگ مجھے قتل نہ کر دیں۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کرتا۔

۲۰۴۔ **نامۂ مبارک بنام کسریٰ** : آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے پاس بھیجا۔ جو اس وقت نینوا میں مقیم تھا اور قیصر سے جنگ کی تیاری کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے آپ کا نامۂ مبارک خسرو کو پیش کیا۔ جس نے ترجمان کو بلا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر خسرو نے طیش میں آکر آپ ﷺ کا والا نامہ چاک کر دیا اور غضبناک ہو کر کہنے لگا "غلام کو یہ جرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے۔ یمن کے گورنر کو حکم دیا

جائے کہ اس کو پکڑ کر ہمارے دربار میں بھیجدے"۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

۲۰۵۔ **نامۂ مبارک بنام نجاشی** : محرم سن ۷ ہجری میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری آپ کا نامۂ مبارک لے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ اس سے پہلے اور بعد میں بھی آپ نے نجاشی کو خطوط بھیجے۔ نجاشی نے آپ کے نامۂ مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے والا نامے کا جواب لکھوایا۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے واپس آکر نجاشی کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا اور تمام واقعات بیان کئے۔

۲۰۶۔ **نامۂ مبارک بنام مقوقس** : آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو اپنا نامۂ مبارک دے کر مصر کے بادشاہ کے مقوقس کے پاس بھیجا۔ اس نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے نامۂ مبارک کو لیا اور پڑھا اور اقرار کیا کہ بلاشبہ آپ ﷺ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاؑ نے بشارت دی ہے مگر وہ ایمان نہیں لایا۔ نصرانیت پر قائم رہا۔ حضرت حاطب نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر تمام واقعات بیان کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے ملک اور سلطنت کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا اور اس کا ملک اور سلطنت باقی نہیں رہے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے مصر کو فتح کر لیا۔

۲۰۷۔ **نامۂ مبارک بنام منذر بن ساویٰ** : جعرانہ سے واپسی کے بعد فتح مکہ سے پہلے حضرت علاء بن الحضرمی کو دعوت اسلام کا خط دیکر منذر بن ساویٰ کے پاس بحرین بھیجا۔ منذر بن ساویٰ آپ کا نامۂ مبارک پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو ایک خط لکھا۔ حضرت علاء بن الحضرمی خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بحرین کے حالات سے مطلع فرمایا۔ پھر آپ نے اس کو ایک اور نامۂ مبارک تحریر فرمایا جس میں اسے بحرین کی گورنری پر بحال رکھا اور غیر مسلم باشندوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی۔

۲۰۸۔ **نامۂ مبارک بنام شاہ عمان** : بحرین کی طرح عمان بھی عرب ہی کا حصہ ہے اور مشرقی عرب میں واقع ہے۔ بعثت نبوی کے زمانے میں یہاں جیفر اور عبد نامی دو بھائی حکمران تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بھائیوں کے نام ذیقعدہ ۸ ہجری میں حضرت عمرو بن عاصؓ کے ذریعے نامۂ مبارک ارسال فرمایا جس کو پڑھ کر جیفر اور عبد نے قدرے تامل کے بعد خوشی سے اسلام قبول کر لیا۔

۲۰۹۔ **نامۂ مبارک بنام رئیس یمامہ** : یمامہ عرب کا ایک اہم خطہ ہے۔ مشرکین مکہ کی غذائی ضرورتوں کے لئے غلہ یہیں سے آتا تھا۔ زمانہ نبوت میں یہ فارس کے زیر اقتدار تھا اور ھُوْذَہْ بن علی یہاں گورنر تھا۔ حضرت سَلِیْط بن عمرو نے ہوذہ کو آپ کا والا نامہ پہنچایا۔ اس نے آپ کی اتباع کے لئے حکومت میں شرکت کی شرط رکھی مگر آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس کو ایک بالشت زمین بھی نہ دوں گا، وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی۔

۲۱۰۔ **نامۂ مبارک بنام حارث غسانی** : پانچ سو سال تک غسانی خاندان، شام پر حکمران رہا۔ بعثت نبوی کے زمانے میں حارث غسانی شام کا حکمران تھا۔ آپ نے شجاع بن وہب کو نامۂ مبارک دے کر حارث کے پاس بھیجا۔ حارث آپ کا نامہ مبارک سن کر برہم ہو گیا۔ اس نے نامۂ مبارک کو پھینک دیا اور غصے سے آگ بگولہ ہو کر کہنے لگا کہ کس کی مجال ہے جو میرے ملک کی طرف نگاہ اٹھائے۔ حضرت شجاع نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حارث عنقریب دیکھ لے گا کہ اس کا ملک ہلاک ہوا۔

۲۱۱۔ جن دوسرے لوگوں کو آپ نے خطوط تحریر فرمائے ان میں خالد بن ضمام، ربیعہ بن ذی مَرْحَبْ، ضَغَاطِرْ الْاُسْقُفْ، بنو اسد، بنو جُعَیْل، اکبر بن عبدالقیس، فَرْوَہْ بن عَمْرُو جُذَامِیْ، اُسَبْخَتْ بن عبداللہ، یہود مَقْنَا، اسلم خزاعی، عَوْسَجَہْ بن حُرْمَلَہْ، نَھْشَلْ بن مالك اور اُکَیْدَرْ شامل ہیں۔

۲۱۲۔ **غزوۂ خیبر** : یہ غزوۂ جمادی الاولیٰ میں ہوا۔ بعض کے نزدیک محرم میں ہوا۔ مدینے سے آٹھ برد یعنی تقریباً ۹۶ میل کی مسافت پر شام کی جانب ایک شہر کا نام خیبر ہے۔ جہاں یہودی آباد تھے۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا۔ یہاں کئی قلعے تھے جن میں سے بعض کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ عرب میں یہودیوں کی قوت کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ آپ کے ساتھ چودہ سو پیدل اور دو سو سواروں کا لشکر تھا۔ دس دن محاصرہ رہا۔ صفر کے مہینے میں خیبر فتح ہوا۔

۲۱۳۔ **آپ کو زہر دینے کا واقعہ** : اسی غزوے میں آپ کو زہر دینے کا واقعہ پیش آیا۔ مرحب کی

بھتیجی اور سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث نے بکری کا گوشت زہر ملا کر بھونا اور دست میں زیادہ زہر ملایا۔ پھر اس نے وہ گوشت حضرت صفیہ کے پاس بطور ہدیہ بھیجدیا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت صفیہ نے بھنی ہوئی بکری آپ کو پیش کی۔ اس وقت آپ کے ہمراہ بشر بن براء بن معرور بھی تھے۔ آپ نے بکری کی دست سے کچھ گوشت لے کر منہ میں رکھ لیا۔ بشر نے بھی کچھ گوشت لے کر منہ میں رکھ لیا۔ آپ نے فوراً تھوک دیا اور بشر سے فرمایا ہاتھ کھینچ لو یہ بکری کہہ رہی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔

۲۱۴۔ **حضرت جعفر بن ابو طالب کی خیبر آمد** : اسی غزوے کے دوران حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت جعفر بن ابو طلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خیبر پہنچے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ خیبر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور آپ نے حضرت جعفر سے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ مجھے خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی یا تمہارے آنے سے۔

۲۱۵۔ **غزوۂ وادی القریٰ** : یہ غزوہ جمادی الاخریٰ میں ہوا۔ وادی القریٰ خیبر اور مدینے کے درمیان شام سے آنے والے حاجیوں کے راستے پر واقع یہودی آبادی تھی۔ غزوۂ خیبر سے واپسی پر ان سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ دوسرے روز ابھی سورج ایک نیزہ بھی بلند نہ ہوا تھا کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی۔ بہت سا مال بطور غنیمت حاصل ہوا جو لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

۲۱۶۔ **سریہ عمرؓ بن خطاب** : یہ سریہ شعبان میں تُربَہْ بھیجا گیا جو مکہ سے دو دن کی مسافت پر ایک وادی ہے جہاں بنو ہوازن کے افراد آباد تھے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ تیس سوار تھے۔ کفار ان کی اطلاع پاتے ہی بھاگ نکلے۔ اس لئے یہاں مقابلہ نہیں ہوا۔

۲۱۷۔ **سریہ ابو بکرؓ صدیق** : سو صحابہؓ پر مشتمل یہ سریہ شعبان سن ۷ھ میں، نجد کے علاقے میں بنو کلاب کی طرف بھیجا گیا۔ یہ حضرت زید بن حارثہ کے سریہ سے پہلے ہوا اور اس میں بہت سے کافر کام آئے اور کچھ گرفتار ہوئے۔

۲۱۸۔ **سریہ بشیر بن سعد انصاری** : شعبان ہی میں بشیر بن سعد انصاری کا سریہ بنو مرہ کی طرف فدک بھیجا گیا۔ ان کے ساتھ تیس سوار تھے۔ سیرت شامیہ کے مطابق یہاں شدید

جنگ ہوئی۔ چند اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں مگر سید جمال الدین کی روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت بشیر کے تمام رفقاء شہید ہوگئے اور وہ خود بھی زخمی حالت میں مدینے واپس آئے۔ ۸ھ میں صحابہؓ کی ایک دوسری جماعت نے ان سے انتقام لیا اور غنیمت حاصل کی۔

۲۱۹۔ **سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی**: یہ سریہ رمضان المبارک میں بنو عُوَالْ اور بنو عبد بن ثَعْلَبَۃْ کی طرف میفعہ بھیجا گیا۔ جو نجد میں بطن نخل سے کچھ آگے نقرہ کی طرف ایک وادی کا نام ہے اور مدینے سے ۹۶ میل کی مسافت پر ہے۔ اس لشکر میں ۱۳۰ افراد تھے۔ یہ لوگ اونٹ اور بکریوں کی غنیمت لے کر مدینے واپس آئے۔ اس میں کوئی شخص قید نہیں ہوا۔

۲۲۰۔ **حضرت اسامہ کا واقعہ**: اسی سریہ میں حضرت اسامہ بن زید نے ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے قتل کے وقت لا الہٰ الا اللہ کہا تھا۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے حضرت اسامہ سے کہا کہ اے اسامہ کیا تو نے اس کو لا الہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ کلمہ کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل نکال کر دیکھا تھا کہ وہ سچ کہتا تھا یا جھوٹ۔

۲۲۱۔ **سریہ بشیر بن سعد**: یہ سریہ شوال ۷ھ میں یمن اور جبار کی طرف روانہ کیا گیا۔ لشکر میں تین سو افراد تھے۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ جِنَابْ کے نواح میں یمن اور جَبَاْرْ پہنچ گئے۔ یمن اور جبار دو علیحدہ مقامات تھے۔ دونوں خیبر اور وادی القریٰ کے قریب واقع تھے۔ اس سریہ میں بہت سے مویشی غنیمت میں ہاتھ آئے اور دو آدمی گرفتار ہوئے جو بعد میں مسلمان ہوگئے۔

۲۲۲۔ **عمرۃ القضاء**: حدیبیہ کے سال قریش نے آپ ﷺ کو اور صحابۂ کرامؓ کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا اور حدیبیہ کے مقام سے ہی اس معاہدے کے ساتھ آپ کو مدینے واپس کر دیا تھا کہ آئندہ سال آکر عمرہ کریں، کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں سوائے تلوار کے اور وہ بھی نیام میں ہو اور تین دن میں واپس چلے جائیں۔ چنانچہ آپ نے ذیقعدہ ۷ھ کا چاند دیکھ کر صحابہؓ کو اس عمرے کی قضا کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جس سے مشرکین مکہ نے حدیبیہ میں روکا تھا اور

تاکید فرمائی کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی نہ رہ جائے۔ آپ کے ہمراہ دو ہزار صحابہ کی جماعت تھی اور قربانی کے ستر اونٹ تھے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ نے اور صحابہ کرامؓ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوگئے، مکہ پہنچ کر آپ نے اور صحابہؓ نے عمرہ ادا کیا اور تین دن قیام کر کے مدینے روانہ ہوگئے۔

۲۲۳۔ **سریہ ابن ابی العوجاء** : اس کو سریہ اَخْرَمْ بھی کہتے ہیں۔ اس میں پچاس افراد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی العوجاء کو ذی الحجہ میں بنو سُلَیْم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے بنو سلیم کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں۔ پھر فریقین میں ایسا شدید مقابلہ ہوا کہ حضرت اَخْرَمْ کے سوا ان کے تمام رفقاء شہید ہوگئے۔ حضرت اخرم زخمی حالت میں یکم صفر ۸ھ کو مدینے واپس آئے۔

۲۲۴۔ **خالد بن ولید کا اسلام** : ان کے اسلام لانے کے زمانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ غزوۂ حدیبیہ کے وقت خالد بن ولید کفار کی فوج میں تھے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ غزوۂ مُوْتَہْ میں جو فتح مکہ سے ۴ مہینے قبل جمادی الاول ۸ھ میں ہوا، یہ اسلامی لشکر میں شامل تھے اور بعد میں انہی کو امیر بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر فتح دی۔ اس روز ان کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ لہٰذا خالد بن ولید صلح حدیبیہ اور غزوۂ موتہ کے درمیانی عرصے میں کسی وقت مسلمان ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید کہتے ہیں کہ ان کے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاصؓ نے آگے بڑھ کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

۲۲۵۔ **حضرت ام حبیبہ سے آپ ﷺ کا نکاح** : ان کا نام رملہ اور ام حبیبہ کنیت تھی۔ یہ ابو سفیان کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں ابتدا ہی میں مسلمان ہوئے۔ بعد میں عبید اللہ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا مگر ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔ جب آپ کو ان کی حالت کا پتہ چلا تو آپ نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کا عقد میرے ساتھ کر دو۔ نجاشی نے حضرت جعفر اور دوسرے صحابہؓ کو بلا کر جو اس وقت حبشہ میں تھے۔ ان کے سامنے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور اپنے پاس سے چار سو دینار مہر ادا کیا اور ام

حبیبہ کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھ مدینے بھیج دیا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال تھی۔
ان کا انتقال ۴۷ سال کی عمر میں ۴۴ھ میں مدینے میں ہوا۔

۲۲۶۔ **حضرت میمونہ سے نکاح** : یہ حارث ہلالیہ کی لڑکی تھیں۔ ان کی ماں کا نام ہند تھا۔ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے موقع پر آپ کی زوجیت میں آئیں اور مقام سرف میں نکاح ہوا۔ ۵۱ھ میں مقام سرف ہی میں انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ حضرت میمونہ آخری زوجہ ہیں جن سے آپ نے نکاح فرمایا۔ آپ کی ازواج میں سے ان کی وفات سب سے آخر میں ہوئی۔

۲۲۷۔ اسی سال بشیر بن ابراء بن معرور، عامر بن الاکوع اور سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے وفات پائی۔

۸ھ

۲۲۸۔ **سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی** : چودہ یا اس سے کچھ زیادہ افراد پر مشتمل یہ سریہ صفر کے مہینے میں بنو مَلُّوح کی طرف بھیجا گیا جو کدید میں رہتے تھے۔ کدید مکے اور مدینے کے درمیان مکے سے ۴۲ میل پر عسفان اور قدید کے مابین واقع ہے۔ اس سریہ میں مسلمان غالب رہے۔ لڑنے والے مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے مویشیوں کو ہانک کر مدینے لے آئے۔

۲۲۹۔ **سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی** : دو سو افراد پر مشتمل یہ سریہ بھی اسی سال صفر میں. بنو مُصَابْ کی طرف بھیجا گیا جو فدک میں آباد تھے۔ اس سریہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت زبیر بن العوام کو مقرر فرمایا۔ اسی دوران غالب بن عبداللہ سریہ کدید سے کامیاب و کامران واپس پہنچ گئے۔ آپ نے حضرت زبیر بن عوام کو روک لیا اور غالب بن عبداللہ کو ان کی جگہ امیر مقرر فرما کر بشیر کے ساتھیوں کی طرف روانہ فرما دیا۔ طرفین میں سخت مقابلے کے بعد مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ عورتیں اور بچے قید ہوئے۔ کثیر تعداد میں اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ غنیمت کا فی کس حصہ دس اونٹ یا اس کے برابر بکریاں تھیں۔ اور دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر سمجھی گئیں۔

۲۳۰۔ **سریہ شجاع بن وہب الاسدی** : یہ سریہ اسی سال ربیع الاوّل میں بنو ہوازن کی ایک

شاخ بنو عامر بن مُلَوَّح کی طرف بھیجا گیا جو سیٔ میں آباد تھے۔ یہ جگہ مدینے سے پانچ میل پر ذات عرق سے پہلے ہے۔ یہ سریہ ۲۴ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے لئے یہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے یہاں تک کہ علی الصبح انہوں نے دشمن پر غارت ڈالی۔ بہت سے اونٹ اور بکریاں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ غنیمت کا فی کس حصہ پندرہ اونٹ تھا اور ایک اونٹ بیس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

۲۳۱۔ سریہ کعب بن عمیر الغفاری : یہ سریہ بھی ربیع الاول میں ذات اطلاح بھیجا گیا جو وادی القریٰ سے آگے سرزمین شام میں واقع ہے۔ یہ لوگ کل پندرہ آدمی تھے۔ اطلاح پہنچ کر انہوں نے بے شمار لوگوں کو مقابلے کے لئے جمع پایا۔ سو ان لوگوں نے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول نہیں کی۔ پھر دونوں میں شدید قتال ہوا۔ کفار کو غلبہ ہوا اور تمام صحابہؓ شہید ہوگئے۔ صرف ایک صاحب زندہ بچے جنہوں نے مدینے آکر آپ کو اطلاع دی۔

۲۳۲۔ سریہ مُوْتَہْ : جنگ موتہ جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شریک نہیں ہوئے۔ البتہ تین ہزار مسلمانوں نے اس میں حصہ لیا۔ اس کو غزوۂ موتہ بھی کہتے ہیں۔ موتہ ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے جو دمشق سے دو مرحلوں پر اور مدینے سے اٹھائیس مرحلوں پر واقع ہے۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر منتخب کرلیں۔

دوسری طرف شاہ روم (ہرقل) کی سربراہی میں کفار کا لشکر ڈھائی لاکھ افراد پر مشتمل تھا۔ حق و باطل کے اس معرکے میں سب سے پہلے حضرت زید شہید ہوئے، پھر حضرت جعفر اور آخر میں حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر مسلمانوں نے بالاتفاق حضرت خالد بن ولید کو اپنا امیر منتخب کرلیا۔ آپ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کی صفوں کو نئے سرے سے ترتیب دے کر کافروں پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ کی نصرت سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور کفار کو عبرتناک شکست ہوئی۔ حضرت خالد دربار نبوت سے ”اللہ کی تلوار“ کے خطاب سے سرفراز

ہوئے۔ اس جنگ میں صرف بارہ صحابہ شہید ہوئے جبکہ کافروں کے اتنے آدمی واصل جہنم ہوئے کہ ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے اور ان اسلحہ اور ساز و سامان مسلمانوں کا مال غنیمت بنا۔

۲۳۳۔ سریہ عمرو بن العاص : تین سو مہاجرین و انصار پر مشتمل یہ لشکر جمادی الاخریٰ میں ذات السلاسل بھیجا گیا جہاں قبائل قضاعہ عاملہ، لخم اور جذام سے مقابلہ ہوا۔ معرکہ کے بعد مسلمان سالم و غانم مدینے واپس آئے۔ سلاسل وادی القریٰ سے آگے قبیلہ جذام کے علاقے میں ایک کنوئیں کا نام تھا جو مدینے سے دس دن کی مسافت پر تھا۔

۲۳۴۔ سریہ عبیدہ بن الجرّاح : یہ سریہ رجب میں ہوا اور تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ یہ لشکر قریش کے ایک قافلے سے تعرض اور بنو جُھَنَیۡہ کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا جو مدینے سے پانچ دن کی مسافت پر آباد تھے۔ اس کو سریہ سیف البحر اور سریۃ الخبط بھی کہتے ہیں۔ سیف البحر تو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ساحل سمندر کی طرف گیا تھا اور سیف البحر کے معنی ساحل سمندر کے ہیں۔ سریۃ الخبط اس لئے کہتے ہیں کہ خبط درخت کے پتوں کو کہتے ہیں جو لاٹھی وغیرہ سے جھاڑے جائیں۔ اس سفر میں صحابہ کرامؓ کا زاد سفر ختم ہو گیا تھا اور انہوں نے درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے۔ جس سے ان کے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی خوراک کا انتظام فرمایا کہ سمندر نے ایک پہاڑ جیسی عنبر نامی مچھلی کنارے پر پھینک دی۔ یہ تین سو افراد تھے۔ انہوں نے ایک مہینے تک اس مچھلی کو خوب سیر ہو کر کھایا اور اس کے روغن کی مالش کی یہاں تک کہ خوب تنومند ہو گئے۔ مچھلی کے باقی ٹکڑے اٹھا کر مدینے لے آئے جن میں . سے آپ نے بھی تناول فرمایا۔ اس سریہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

۲۳۵۔ سریہ ابو قتادہ بن رِبۡعِیۡ الانصاری : ۱۶ آدمیوں پر مشتمل حضرت ابو قتادہ کا یہ سریہ شعبان میں بنو مَحَارِبۡ کے مقابلے میں عظفان بھیجا گیا۔ یہ لوگ خَضِرَہۡ میں آباد تھے جو نجد کے علاقے میں بنو مَحَارِبۡ کی زمین کا نام ہے۔ اس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ کافروں کے بہت سے آدمی قید ہوئے۔ دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ ہر آدمی کو ۱۲ اونٹ ملے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

۲۳۶۔ سریہ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری : فتح مکہ کے لئے جانے سے پہلے، رمضان کے

شروع میں حضرت ابو قتادہ کا یہ سریہ بطنِ اِضَمْ بھیجا گیا۔ اِضَمْ مدینے کی ایک وادی یا ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینے سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کے ہمراہ آٹھ آدمی تھے۔ مگر مقابلے کی نوبت نہیں آئی۔

۲۳۷۔ **غزوۂ فتح مکہ** : یہ غزوہ رمضان المبارک میں ہوا۔ حدیبیہ میں قریش کے ساتھ جو امن کا معاہدہ ہوا تھا اس کے مطابق بنو خزاعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے مگر قریش نے ۲۲ مہینے بعد بنو خزاعہ پر فوج کشی کر کے شعبان ۸ھ میں اس معاہدے کو توڑ ڈالا۔ اس لئے آپ نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ کو فتح کر لیا۔ یہ ایسی عظیم الشان فتح تھی کہ اس سے اسلام سر بلند ہوا اور سر زمین حجاز سے کفر کا خاتمہ ہو گیا۔

۲۳۸۔ **سریہ سعد بن زید الاشہلی**: فتح مکہ کے بعد ۲۴ رمضان کو آپ نے منات بت کو ڈھانے کے لئے بیس سواروں پر مشتمل یہ سریہ مُشَلَّل روانہ کیا جو مکہ اور مدینے کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ اسی پہاڑ کی اترائی میں قدید واقع تھا۔ منات اوس و خزرج کا دیوتا تھا۔

۲۳۹۔ **سریہ خالد بن ولید**: فتح مکہ کے بعد ۲۵ رمضان کو عُزّٰی نامی بت کو منہدم کرنے کے لئے ۳۰ صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ خالد بن ولید کو روانہ فرمایا۔ یہ بت وادیٔ نخلہ میں نصب تھا جو مکہ کی مشرقی جانب ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔

۲۴۰۔ **سریہ عمرو بن عاص**: یہ سریہ بھی فتح مکہ کے بعد رمضان ہی میں سُوَاع نامی بت توڑنے کے لئے روانہ فرمایا۔ بنو ھُذَیل کا یہ بت قصبۂ رُہاط میں تھا۔ جو ساحل سمندر پر مکہ سے تین میل دور تھا۔

۲۴۱۔ **سریہ خالد بن ولید** : فتح مکہ کے بعد اور غزوۂ حنین سے پہلے شوال میں ۳۵۰ مہاجرین و انصار پر مشتمل یہ سریہ بنو جذیمہ کی طرف روانہ فرمایا جو بنو کنانہ کی ایک شاخ تھی۔ یہ لوگ یلملم کی جانب مکہ سے ایک دن کی مسافت پر آباد تھے ان میں سے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ قید ہوئے۔

۲۴۲۔ **غزوۂ حنین**: یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد شوال میں ہوا۔ حنین مکہ سے مشرقی جانب مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی تھی۔ واقدی کے مطابق حنین مکہ سے تین رات کے فاصلے پر تھا۔ اس کو غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں بنو ہوازن سے مقابلہ ہوا تھا۔ آپ کے

ہمراہ ۱۲ ہزار کا لشکر تھا۔ جنگ میں آپ کو فتح ہوئی، چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر واصل جہنم ہوئے اور بھاری مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔

۲۴۳۔ **غزوۂ طائف**: یہ غزوہ شوال کے آخر میں ہوا، طائف مکہ سے مشرقی جانب تقریباً ۹۰ کلو میٹر پر ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں انگور اور دوسرے پھل بکثرت ہوتے ہیں۔ یہاں بنو ثقیف آباد تھے۔ آپ نے دس سے زیادہ دن یا بقول بعض چالیس دن محاصرہ کئے رکھا اور منجنیق نصب کی۔ اس سے پہلے کسی غزوے میں منجنیق نصب نہیں کی گئی۔ یہاں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ تقریباً بیس دن کے بعد آپ نے محاصرہ اٹھالیا اور جعرانہ واپس تشریف لے آئے۔ بعد میں ثقیف مسلمان ہو کر وہیں حاضر خدمت ہو گئے۔

۲۴۴۔ **عمرۂ جَعْرَانَہْ**: غزوۂ طائف کے بعد ذیقعدہ میں آپ نے جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ ادا کیا۔

۲۴۵۔ مکہ فتح کرنے کے بعد جب آپ مدینے واپس تشریف لائے تو عرب کے بہت سے قبائل نے اپنے آدمی آپ کی خدمت میں بھیجے اور اسلام قبول کیا۔ سورۂ اذا جاء میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً ○

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دین میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھیں۔

۲۴۶۔ **ثقیف کا وفد**: یہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس آنے کے بعد مدینہ پہنچا۔ ان کو مسجد نبوی کے قریب خیمے میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں سے یہ لوگ قرآن بھی سنتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھتے تھے۔ پھر یہ لوگ مسلمان ہو کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ ان کے وطن واپس پہنچنے پر پہلے تو اہل ثقیف نے ناراضگی کا اظہار کیا پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

۲۴۷۔ **عبد القیس کا وفد**: یہ بحرین کا بہت بڑا قبیلہ تھا، جب یہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو خوش آمدید کہا۔ ان کے ساتھ جارود بن العلاء اور کچھ عیسائی

بھی آئے تھے۔ جارود نے عرض کیا کہ ہم اس وقت بھی ایک مذہب پر ہیں۔ اگر ہم اسے چھوڑ کر آپ کے مذہب میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ ضامن بن سکتے ہیں۔ آپ کی ضمانت پر جارود اور اس کے تمام ساتھی مسلمان ہو گئے۔

۲۴۸۔ **بنی حنفیہ کا وفد:** اس وفد میں مسیلمہ کذاب بھی تھا جو مدینے پہنچ کر کہنے لگا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا قائمقام مقرر فرمائیں تو میں بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ بیعت نہیں کرے گا تو خدا اسے تباہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا انجام دکھا دیا ہے۔

۲۴۹۔ **مزینہ کا وفد:** مزینہ ایک قبیلے کا نام ہے۔ اس وفد میں چار سو آدمی تھے۔ یہ سب مسلمان ہو گئے۔

۲۵۰۔ **تجیب کا وفد:** یمن کے قبیلے کندہ کی ایک شاخ کا نام تجیب ہے۔ وفد میں تیرہ آدمی تھے جو صدقات کا مال لے کر حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس مال کو واپس لے جاؤ اور قبیلے کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ قبیلے کے فقرا کو دینے کے بعد جو کچھ بچ گیا ہے وہی لے کر آئے ہیں۔ چند روز قیام کے بعد جب وہ جانے لگے تو آپ نے ان کو عطیات دے کر رخصت فرمایا۔

۲۵۱۔ **بنی اسد کا وفد:** یہ دس آدمی تھے۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان لوگوں نے شگونوں وغیرہ سے فال لینے اور کہانت اور رمل وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ان سب باتوں سے ان کو منع فرمایا۔

۲۵۲۔ **ذی مُرّہ کا وفد:** اس وفد کا سردار حارث بن عوف تھا اور اس میں تیرہ آدمی تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم اور عشیرت ہیں ہم لوی بن غالب کی اولاد ہیں۔ آپ یہ سن کر مسکرا دیے۔ جاتے وقت آپ نے ہر ایک کو دس دس اوقیہ چاندی دی اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ چاندی دی۔

۲۵۳۔ **بنی تمیم کا وفد:** اس وفد میں بنی تمیم کے دس آدمی تھے۔ ان میں چند رؤسا بھی تھے۔ یہ لوگ اعرابی تھے، آدابِ رسالت سے واقف نہ تھے۔ مدینے پہنچ کر انہوں نے حجرۂ شریفہ

کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ کو آواز دی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ تحقیق جو لوگ حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ نکل کر ان کے پاس جاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا"
(حجرات آیات ۴،۵)

پھر سب اہل وفد مسلمان ہو گئے۔ اور آپ نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

۲۵۴۔ حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش: حضرت ابراہیمؑ آپ کی آخری اولاد ہیں جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے سولہ مہینے زندہ رہ کر ۱۰ ہجری میں انتقال کیا۔ سترہ اور اٹھارہ ماہ کی بھی روایات ہیں۔

۲۵۵۔ اسی سال جعفر بن ابی طالب، زید بن حارثہ، عبداللہ بن رواحہ نے وفات پائی۔

۹ھ

۲۵۶۔ صدقات کی وصولی: عمرۂ جعرانہ کے بعد مدینے پہنچ کر محرم ۹ھ میں آپ نے اعراب سے صدقات وصول کرنے کے لئے عاملین کو بھیجا۔ چنانچہ عیینہ بن حصن کو بنی تمیم کی طرف، یزید بن حصین کو بنی اسلم و غفار کی طرف، عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم و مزینہ کی طرف، عمرو بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف ضحاک بن سفیان کو بنی کلاب کی طرف، بشر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف اور ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف بھیجا۔

۲۵۷۔ کعب بن زہیر کا اسلام: فتح مکہ میں آپ نے جن لوگوں کے قتل کا حکم دیا تھا ان میں کعب بن زہیر کا نام بھی تھا جو آپ کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ فتح مکہ کے دن یہ اپنے بھائی بجیر بن زہیر کے ساتھ جان بچا کر فرار ہو گئے۔ بعد میں بجیر اسلام لے آئے اور پھر انہوں نے اپنے بھائی کعب کو خط میں لکھا کہ اگر تجھے اپنی جان عزیز ہے تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کر۔ جو شخص مسلمان اور تائب ہو کر آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اس کو قتل نہیں کرتے۔ بجیر کے خط کا کعب پر بہت اثر ہوا۔ اس نے اسی وقت آپ کی مدح میں ایک قصید لکھا اور مدینے روانہ ہو گیا۔ مدینے پہنچ کر صبح کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اجنبی بن کر سوال کیا کہ اگر کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو کیا آپ اس کو امان دے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر حضرت

کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ گناہ گار میں ہی ہوں۔ اب آپ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے۔ پھر کعب نے اپنا وہ قصیدہ پڑھا جو بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے۔

۲۵۸۔ **سریہ عیینہ بن حصن الفزاری:** عرب کے پچاس شہسواروں کا یہ دستہ جن میں کوئی مہاجر یا انصاری شامل نہیں تھا۔ محرم میں بنو تمیم کی جانب روانہ فرمایا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان فرع کے مضافات میں سقیا نامی قصبہ میں رہائش پذیر تھے۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے۔ مقابلے کے بعد کفار کے گیارہ مرد، گیارہ یا اکیس عورتیں اور تیس بچے قید ہوئے۔

۲۵۹۔ **بنی عذرہ کا وفد:** صفر ۹ ہجری میں بنی عذرہ کے بارہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ اسلام قبول کر کے واپس چلے گئے۔ چلتے وقت آپ نے ان کو ہدیئے اور تحائف دیئے۔

۲۶۰۔ **سریہ قطبہ بن عامر انصاری:** ۲۰ افراد پر مشتمل یہ سریہ ماہ صفر میں بنو خثعم کی طرف روانہ فرمایا جو یمن میں تبالہ کے قریب بیشہ کے علاقے میں آباد تھے۔ فریقین میں شدید قتال ہوا۔ آخر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا اور وہ کافروں کے اونٹ بکریوں اور عورتوں کو غنیمت بنا کر مدینے لے آئے۔ خمس نکالنے کے بعد چار چار اونٹ ہر ایک کے حصے میں آئے اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

۲۶۱۔ **بلیؔ کا وفد:** یہ وفد ربیع الاول ۹ ہجری میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوا۔ یہ لوگ تین روز ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ چلتے وقت آپ نے ان کو زادِ راہ عطا فرمایا۔

۲۶۲۔ **سریہ ضحاک بن سفیان کلابی:** اس کو سریہ بنی کلاب بھی کہتے ہیں۔ یہ ربیع الاوّل میں بنو کلاب کے قبیلے قُرْطاءٔ کی جانب روانہ فرمایا۔ حضرت ضحاک نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہیں کی۔ پھر دونوں میں قتال ہوا اور کفار کو شکست ہوئی۔

۲۶۳۔ **سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی:** تین سو افراد پر مشتمل یہ سریہ ربیع الآخر میں جدہ کے ساحل کی جانب روانہ فرمایا جہاں حبشہ کے کچھ لوگ آکر جمع ہوگئے تھے۔ یہ لوگ اسلامی لشکر کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

۲۶۴۔ **سریہ حضرت علی بن ابی طالب:** ربیع الآخر ہی میں ''فُلس'' نامی بت کو جو قبیلہ طیٔ کا بت

تھا، منہدم کرنے کے لئے ڈیڑھ سو یا دو سو سواروں کی معیت میں حضرت علی کو قبیلۂ بنو طیٔ کی جانب روانہ فرمایا۔ بت کو منہدم کرنے کے بعد اونٹ بکریاں، قیدی اور دیگر سامان، غنیمت میں ہاتھ آیا۔

۲۶۵۔ **حاتم طائی کی بیٹی سَفَانَہ کی درخواست** : قیدیوں میں حاتم طائی کی صاحبزادی اور عدی بن حاتم کی ہمشیرہ سفانہ بھی تھیں۔ سفانہ اسلام لے آئیں اور آپ سے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جن کی تعداد نو سو تھی۔ آپ نے ان کی درخواست پر تمام قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دیا۔

۲۶۶۔ **غزوۂ تبوک** : یہ غزوہ رجب میں ہوا۔ اس کو غزوۃ العسرۃ، ساعۃ العسرۃ اور الفاضحہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سب سے آخری غزوہ ہے جس میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے۔

تبوک شام کی جانب مدینے سے چودہ مرحلے اور دمشق سے گیارہ مرحلے پر ہے۔ یہ غزوہ نہایت تنگی کے زمانے میں ہوا۔ موسم سخت گرم، خشک سالی اور قحط تھا۔ کھجور کا پھل پک کر تیار تھا، زادِ راہ کی قلت، سواریوں کی کمی، طویل مسافت، دشمن کی قوت و کثرت تھی اور تبوک شام کے ایسے صحراء میں واقع تھا جہاں نہ درخت تھے، نہ سایہ نہ پانی۔ ان حالات میں مسلمانوں کے لئے سفر نہایت تکلیف دہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہمت عطا فرمائی اور جو لوگ سفر کر سکتے تھے وہ سب آپ کے ہمراہ روانہ ہوگئے سوائے منافقوں اور تین آدمیوں کے۔ البتہ سات آدمی ایسے بھی تھے جو سفری وسائل سے محرومی کے باعث آپ کے ہمراہ نہ جا سکے۔ اس غزوے میں شرکت کرنے والوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

آپ نے تبوک میں تیس روز قیام فرمایا مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا۔ دشمن مرعوب ہوگیا اور آس پاس کے قبائل نے حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا۔ تبوک سے واپسی اسی سال شعبان یا رمضان میں ہوئی۔

۲۶۷۔ **سریہ خالد بن ولید** : جب آپ ﷺ تبوک میں تشریف فرما تھے تو حضرت خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ اکیدر بن اکدر بن عبدالملک نصرانی کی جانب روانہ فرمایا۔ جو ہرقل کی طرف سے دومۃ الجندل کا گورنر تھا۔ اکیدر نے دو ہزار اونٹوں، آٹھ سو گھوڑوں، چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں پر صلح کی پیش کش کی جو قبول کر لی گئی۔ صحیح قول کے مطابق اکیدر کفر کی حالت میں قتل ہوا۔

۲۶۸۔ **مسجد ضرار کا واقعہ** :ابو عامر نے انصار کے ایک گروہ سے کہا کہ تم ایک مسجد بناؤ اور جس قدر ممکن ہو سکے اس میں اسلحہ جمع کر لو۔ میں روم کے بادشاہ قیصر کے پاس جا رہا ہوں وہاں سے رومیوں کا ایک لشکر لا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو نکال باہر کروں گا۔ پھر جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہو گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان لوگوں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے جو کسی بیماری یا بارش یا سخت سردی کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہو سکتے ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس آکر اس میں نماز پڑھیں۔ اور برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تو میں سفر پر تبوک جا رہا ہوں۔ اگر اللہ نے چاہا تو واپسی پر تمہارے ساتھ اس میں نماز پڑھوں گا۔ جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے تو آپ نے مدینے کے قریب مقام ذی اوان پر قیام فرمایا۔ اسی مقام پر قیام کے دوران آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مسجد کی حقیقت کے بارے میں علم ہوا۔ چنانچہ آپ نے مالک بن الدخشم اور معن بن عدی کو بلا کر حکم دیا کہ اس مسجد میں جاؤ جس کے بنانے والے ظالم ہیں، اس کو منہدم کر دو اور جلا ڈالو۔ سو انہوں نے جا کر مسجد کو جلا ڈالا اور منہدم کر دیا۔

۲۶۹۔ **حضرت ام کلثوم کی وفات** :اسی سال شعبان ۹ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم نے وفات پائی۔

۲۷۰۔ **سریہ طفیل بن عمرو الدوسی** : یہ سریہ رمضان اور شوال کے درمیانی عرصے میں بنو دوس کے بت ذوالکفین کو منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جو لکڑی سے بنا ہوا تھا۔

۲۷۱۔ **بنی فزارہ کا وفد**: دس پندرہ افراد پر مشتمل یہ وفد بھی تبوک سے واپسی کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ اسلام قبول کر کے اور آپ کی دعائیں لے کر واپس ہوئے۔

۲۷۲۔ **حضرت ابو بکرؓ کا حج** :اکثر سیرت نگاروں کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ نے ماہ ذی الحجہ ۹ھ میں حج کیا کیونکہ تبوک سے واپسی پر آپ نے رمضان، شوال، اور ذیقعدہ کے مہینوں میں مدینے میں قیام فرمایا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر مکے بھیجا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دس بدنے

روانہ فرمائے جن کی تقلید اور اشعار آپ نے اپنے دست مبارک سے کی تھی۔ مکہ پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا، خطبہ پڑھا اور مناسک حج کی تعلیم دی۔

۲۷۳۔ **سورۂ برأت کا نزول**: حضرت ابو بکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد عہد توڑنے کے بارے میں سورۂ برأت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور آپ نے حضرت علیؓ کو اپنی قصوا نامی اونٹنی پر مکہ روانہ فرمایا تاکہ وہ سورۂ برأت کو کفار کے سامنے پڑھیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یوم النحر میں آپ کی ہدایت کے مطابق جس کے ساتھ عہد تھا اس کا عہد واپس کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ اے لوگو! کوئی کافر جنت میں نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقررہ مدت کے لئے ہے وہ عہد باقی رہے گا اور اگر مدت متعین نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہوگی۔

۲۷۴۔ **سریہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ**: اسی سال کے آخر میں ''لات'' نامی بت کو منہدم کرنے کے لئے آپ ﷺ نے یہ سریہ طائف روانہ فرمایا۔ ان دونوں حضرات نے جا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور سونا، چاندی، زیور کپڑے وغیرہ جو کچھ ہاتھ آیا وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسی دن تمام مال لوگوں میں تقسیم فرمادیا۔

۱۰ھ

۲۷۵۔ **سریہ خالد بن ولید**: یہ سریہ ربیع الاوّل میں بنو عبد المدان کی جانب دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ بنو حارث بن کعب کی ایک شاخ تھا اور یمن میں آباد تھا۔ حضرت خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس کو قبول کر لیا اور حضرت خالدؓ نے ان کو امن دے دیا۔

۲۷۶۔ **خولان کا وفد**: یہ وفد شعبان دس ہجری میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں دس آدمی تھے۔ یہ لوگ جب اسلام کی تعلیم حاصل کر کے جانے لگے تو آپ نے ان کو زادراہ دیا۔

۲۷۷۔ **کندہ کا وفد**: کندہ یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ اس وفد میں اسی آدمی تھے۔ یہ دس ہجری میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ سب اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔

۲۷۸۔ غامد کا وفد: غامد یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ دس آدمیوں پر مشتمل اس قبیلے کا ایک وفد دس ہجری میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان کو ایک تحریر دی جس میں احکام شریعت کی تعلیم تھی۔ پھر دوسرے وفود کی طرح آپ نے ان کو زادراہ دے کر رخصت فرمایا۔

۲۷۹۔ سریہ علی بن ابی طالب: اسی سال رمضان میں تین سو سواروں کے ہمراہ حضرت علیؓ کو دوبارہ یمن بھیجا گیا۔ حضرت علیؓ نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہیں کی۔ پھر قتال ہوا۔ ان کے بیس آدمی مارے گئے اور باقی شکست کھاکر منتشر ہوگئے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت علیؓ نے دوبارہ ان کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے فوراً قبول کرلی۔

۲۸۰۔ حج کی فرضیت: یہ دس ہجری میں فرض ہوا۔

۲۸۱۔ حجۃ الوداع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں جو حج کیا تھا وہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کے بعد آپ نے وفات پائی اور یہ آپ کا آخری حج تھا۔ اس کو حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔

۲۸۲۔ آپ کے حجوں کی تعداد: ہجرت کے بعد آپ نے صرف ایک حج کیا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ہجرت سے پہلے آپ نے کتنے حج کئے۔ بعض کہتے ہیں کہ دو حج کئے اور بعض تین کا ذکر کرتے ہیں اور بعض کے نزدیک آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے۔

۲۸۳۔ آپ کے عمروں کی تعداد: آپ نے چار عمرے کئے، پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے جب مشرکین مکہ نے آپ کو عمرہ نہ کرنے دیا اس موقع پر آپ نے قربانی کی، حلق کرایا اور احرام سے باہر آگئے۔ دوسرا عمرۃ القضاء ہے، تیسرا عمرہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے اور چوتھا عمرہ جعرانہ کا ہے جو حنین سے واپسی پر ادا کیا۔

۲۸۴۔ محارب: یہ وفد حجۃ الوداع کے سال آیا۔ عربوں میں یہ لوگ بڑے شدید اور بداخلاق تھے۔ وفد میں دس آدمی تھے یہ اپنی قوم کی طرف سے وکیل بن کر آئے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور چند روز آپ کی خدمت میں رہ کر واپس چلے گئے۔

۱۱ھ

۲۸۵۔ سریہ اسامہ بن زید: صفر کے آخر میں حضرت اسامہؓ کو اُبنیٰ کی جانب سے روانہ فرمایا۔ یہ

آپ کا آخری سریہ تھا، اُبنی شام کے علاقے میں بلقاء کی جانب سرزمین شراۃ کی ایک جگہ ہے۔ یکم ربیع الاوّل کو آپ نے اپنے دست مبارک سے حضرت اسامہ کے لئے جھنڈا تیار فرمایا اور انہیں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر، حضرت عثمانؓ، حصرت ابو عبیدہ بن جراحؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت سعید بن زیدؓ جیسے اکابر مہاجرین وانصارؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا، لشکر نے مقام جرف میں جو جبل احد کے پیچھے ہے قیام کیا۔ جب ان لوگوں کو آپ کے مرض کی شدت کا پتہ چلا تو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو عبیدہؓ اور کچھ دوسرے لوگ مدینے واپس آگئے۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو حضرت اسامہؓ جہاد کے لئے جرف سے روانہ ہونے والے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی رحلت کی اطلاع آگئی۔ اس لئے سب لوگ مدینے واپس آگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۸۶۔ **نخع کا وفد:** یہ بھی یمن کا ایک قبیلہ تھا۔ اس کا وفد نصف محرم گیارہ ہجری میں آیا۔ یہ سب سے آخری وفد تھا۔ اس میں دو سو آدمی تھے جو حضرت معاذ بن جبل کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آئے تھے۔

۲۸۷۔ **مرض وفات:** حجۃ الوداع سے واپس آکر تقریباً تین مہینے آپ ﷺ نے مدینے میں قیام فرمایا۔ پھر صفر کی آخری راتوں میں یا ربیع الاوّل کی پہلی یا دوسری تاریخ کو آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء ہوئی۔ ابتداء میں آپ ﷺ کو سر میں شدید درد کی شکایت ہوئی۔ پھر آپ کو تیز بخار ہو گیا۔ مرض کی ابتدا حضرت میمونہؓ کے گھر ہوئی۔ اس کے بعد آپ ان کے پاس سات روز تک مقیم رہے۔ جب مرض زیادہ شدید ہو گیا تو تمام ازواج مطہرات نے بیماری کے ایام حضرت عائشہؓ کے مکان پر گزارنے کو اختیار کر لیا۔

۲۸۸۔ **حضرت ابو بکرؓ کی امامت:** جب تک طاقت رہی آپ ﷺ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے۔ تسلسل کے اعتبار سے آپ نے جو آخری نماز پڑھائی وہ جمعرات کے روز مغرب کی نماز تھی۔ اس کے چار روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ جمعرات ہی کے روز عشا کے وقت مرض میں شدت آگئی تھی۔ لوگ دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔

۲۸۹۔ **آپ کا آخری کلام:** پہلے آپ نے خوب اچھی طرح مسواک کی پھر آپ نے اپنا ہاتھ یا

انگلی اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا فی الرفیق الاعلیٰ۔ اسی وقت جسم اطہر سے روح انور پرواز کر گئی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۹۰۔ یوم وصال: پیر کے دن دوپہر سے پہلے آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

۲۹۱۔ تاریخ وفات: یہ جاں گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے نبوت ورسالت کے فیوض برکات اور وحی ربانی کے انوار و تجلیات کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا، مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز دوپہر کے وقت پیش آیا۔

(مکمل تفصیل کے لئے مؤلف کی کتاب ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ کریں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر اقوال

کا جامع اور خوبصورت انتخاب

جواھرِ نبوی ﷺ

اخذ و ترتیب: سید فضل الرحمٰن

صفحات ۲۰۰، جیبی سائز،   قیمت ۴۰؍ روپے

انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر حیات بخش ہدایات پر مبنی

جوامع الکلم کا بے مثال مرقع

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز